

₹25

نمبر 2015



ISSN-0974-8871

اردو ماہنامہ

سفرِ علم
نئی دہلی

260

رنگوں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے!

ہندوستان کا پہلا سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ
 اسلامی فاؤنڈیشن برائے سائنس و ماحولیات نیز
 انجمن فروغ سائنس کے نظریات کا ترجمان

قریب

| | |
|---------|---|
| 4..... | ہیڈ لائن |
| 5..... | ٹائمز آف انڈیا |
| 5..... | رنگین کے انتخاب نے دسویں سال کے سائنس میں |
| 12..... | سائنس اور انسانی تہذیب |
| 15..... | ماہی اور حال میں شیعہ اصطلاحات |
| 22..... | نقد و تحلیل |
| 25..... | سفریہ سائنس (محمد اسلم پرویز) |
| 28..... | اردو میں سائنسی ادب |
| 32..... | ماحول و آب |
| 35..... | پیش رفت |
| 37..... | سائنس کی شماروں میں |
| 37..... | شورہ یک آدمی |
| 41..... | میراث |
| 41..... | دہلی کے اسلام میں سائنس و طب کی ترقی |
| 44..... | لائٹ ہاؤس |
| 44..... | نام کیوں کیسے؟ |
| 46..... | کوئٹہ کیسے؟ |
| 48..... | کیا حشرات بھی اپنے وطن میں خیر رکھتے ہیں؟ |
| 50..... | فلکس |
| 52..... | تیر |
| 53..... | چھوڑو کا |
| 54..... | سائنس ٹیکنالوجی |
| 56..... | رقہ عمل |
| 57..... | خرید دہلی/تختہ قرم |

جلد نمبر (22) ستمبر 2015 شمارہ نمبر (09)

| | |
|---|---|
| <p>ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد اسلم پرویز پتہ: ڈاکٹر سید رفیع کاٹا (دہلی پورہ) (فون: 8506011070)</p> <p>مجلس ادارت : ڈاکٹر شمس الاسلام فاروقی سید محمد طارق ندوی عبدالودود انصاری (شری بال)</p> <p>مجلس مشاورت : ڈاکٹر عبدالغفور (علی گڑھ) ڈاکٹر عابد معزز (جہاد آباد) سید شاہد علی (دہلی) شمس تبرہ عثمانی (دہلی) ڈاکٹر محمد چغتایہ دہلوی (دہلی)</p> | <p>قیمت فی شمارہ : 10 روپے (محلہ) 10 روپے (دہلی) 3 روپے (دہلی) 2.5 روپے (پاکستان) 250 روپے (دہلی) 300 روپے (دہلی) 500 روپے (پاکستان) 100 روپے (دہلی) 30 روپے (دہلی) 15 روپے (پاکستان) 5000 روپے (دہلی) 1300 روپے (دہلی) 400 روپے (دہلی) 200 روپے (پاکستان)</p> |
|---|---|

Phone: 8506011070
 Fax : {0091-11}23215906
 E-mail: maparvaiz@gmail.com
 محلہ و کتابت: (26) 153 ڈاکٹر محمد رفیع ندوی دہلی۔ 110025

اس ادارے میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ
 آپ کا دور رسالہ ختم ہو گیا ہے۔
 ☆ سرورق : محمد جلیوید
 ☆ کمپوزنگ : فرح ناز

نئی صدی کا عہد نامہ

آئیے ہم یہ عہد کریں کہ اس صدی کو اپنے لئے

”تکمیل علم صدی“

بنائیں گے۔۔۔ علم کی اس غیر حقیقی اور باطل تقسیم کو ختم کر دیں گے جس نے درسگاہوں کو ”مدرسوں“ اور ”اسکولوں“ میں بانٹ کر آدھے اور آدھے مسلمان پیدا کیے ہیں۔

آئیے عہد کریں کہ نئی صدی مکمل اسلام اور مکمل علم کی صدی ہوگی

ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی سطح پر یہ کوشش کرے گا کہ ہم خود اور ہماری سرپرستی میں تربیت پانے والی نئی نسل بھی مکمل علم حاصل کر سکے۔۔۔ ہم ایسی درسگاہیں تشکیل دیں گے کہ جہاں اسکولی سطح تک مکمل علم کی تعلیم ہو اور جہاں سے فارغ ہونے والا طالب علم حسب منشاء علم کی کسی بھی شاخ میں، چاہے وہ تفسیر، حدیث یا فقہ ہو، چاہے الیکٹرانکس، میڈیسن یا میڈیا ہو، تعلیم جاری رکھ سکے گا۔۔۔

آئیے ہم عہد کریں کہ

مکمل علم و تربیت سے آراستہ ایسے مسلمان بنیں گے اور تیار کریں گے کہ جن کے شب و روز محض چند ارکان پر نہ نکلے ہوں بلکہ وہ ”پورے کے پورے اسلام میں ہوں“ تاکہ حق بندگی ادا کرتے ہوئے دنیا میں وہی کام کریں کہ جن کے واسطے ان کو بھیجا گیا ہے۔ یعنی وہ خیر امت جس سے سب کو فیض پہنچے۔ اگر ہم صدق دلی سے اور خلوص نیت سے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کی غرض سے یہ قدم اٹھائیں گے تو انشاء اللہ یہ نئی صدی ہمارے لئے مبارک ہوگی۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات



رنگوں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے!

کی نیرگیوں کے آگے سائنس واقعی بے بس ہے! اور پھر نفسیات دماغ اور اس کی کارکردگی تک ہی تو محدود نہیں۔ جب دماغ کی کارکردگی اپنے نقطہ سرورج پر پہنچ کر رک جاتی ہے تو اس کا مقتدر داخلی زمام اقتدار

اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔۔۔۔۔ وہی جو
پینے کے خنجرے میں براجمان
ہے۔۔۔۔۔ مٹی بھر کا عضو۔۔۔۔۔ جس کا
ذکر حالی نے کیا ہے۔۔۔۔۔ جس پر ہمیں
اختیار نہیں۔۔۔۔۔ جس کا قصیدہ غنی اعجاز
نے اس طرح تلکم بند کیا ہے:

آدمی کی حیات مٹی بھر
یعنی گل کا نبات مٹی بھر

ویسے ماہرینِ نفسیات کو ٹھیک دکھانے میں ہمارے شعراء کا

دنیا میں ایک نئے مرسے پروردگار دے
یعنی کہ میرے دل پہ مجھے اختیار دے

مولانا الطاف حسین حالی کا یہ شعر انسانی نفسیات کی ایک جامع

تعریف بیان کرتا ہے۔ (دنیوی) علوم
میں سب سے زیادہ پیچیدہ اور سب سے کم
سمجھا گیا علم ”انسانی نفسیات“ ہے۔ ہر
چند کہ اسے سائنس کی ایک شاخ تسلیم کیا
جاتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اس کے برعکاس
میں سائنس بے بس نظر آتی ہے۔
سائنس، نفسیات کو ”دماغ اور اس کی

کارکردگی کا علم“ مانتی ہے۔ لیکن نفسیات ایسی سیماب مفت واقع ہوئی
ہے کہ سائنس اسے کہیں سے بھی اپنی گرفت میں نہیں لے پاتی۔ اس





خاتمہ

جواب نہیں۔ سلیم کوڑنے تو ایک شعر کے ذریعہ ماہرین نفسیات اور ماہرین طبیعیات، دونوں کو چیلنج کیا ہے کہ یہ معما، یہ Paradox حل کر کے دکھائیں:

میں خیال ہوں کسی اور کا، مجھے سوچتا کوئی اور ہے

سر آئینہ مرا عکس ہے، وہیں آئینہ کوئی اور ہے ۱۱۱

نفسیات ایک ایسی ذہن ہے جسے جتنا سلجھایا جائے وہ اتنی ہی ابھتی جاتی ہے۔ ہزاروں، لاکھوں صفحات سیاہ کرنے کے باوجود نفسیات ہماری مجھ سے باہر ہے۔ لیکن اسے سمجھنے کے لئے ایک لفظ بھی کافی ہے: 'صرف ایک لفظ میں اس کی قابل قبول تعریف کی جاسکتی ہے! وہ لفظ ہے "حس پذیری" (Sensitivity)۔ یہی دو شاہ کلیہ (Master Key) ہے جو انجنیئروں کے تمام تالوں کو کھول سکتی ہے۔ کائنات کا ادنیٰ سے ادنیٰ محرک انسانی نفسیات پر اثر انداز ہوتا ہے اور انسان اس کا اثر قبول کرتا ہے مثلاً نفسیات میں رنگ (Colour) کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ رنگ انسانی رویہ اور برتاؤ میں فیصلہ کن عنصر ثابت ہوا ہے۔

رنگ مرتقی نور کے کسی ایک جزو یا چند اجزاء کا ادراک ہے جو آنکھوں کے وسیلے سے ہمارے دماغ میں ہوتا ہے۔ رنگ اگرچہ خود ایک ادراک ہے، وہ ہمارے دوسرے نظاموں کے ادراک کو تحریک دیتا ہے۔ مثلاً خوش رنگ غذا کو دیکھ کر اسے کھانے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ پھر اگر غذا کی خوشبو روح افزا ہو تو بے اختیار ہمارا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ غذا کے ذائقے کا فیراخیر میں آتا ہے ایسا مثلاً مریض کی کمزوری کو دور کرنے اور حسی بھرتی جگانے کے لئے دی جانے والی گولیاں، کپسول اور سیرپ شورخ رنگوں کے ہوتے ہیں جیسے

سرخ اور نارنگی۔ اسی طرح تسکین پہنچانے والی دوائیوں کے رنگ سرد ہوتے ہیں جیسے ہنزہ، نیلا، نیلیرہ۔

بڑی بڑی کمپنیاں اپنے سائن بورڈ، لوگو، بیڑ اور اپنے ملازمین کے یونیفارم کے لئے رنگوں کے انتخاب میں نفسیات کو بہت اہمیت دیتی ہیں۔ اسی طرح کھیلوں کی دنیا میں ہر ٹیم کے کھلاڑیوں کے آؤٹ فٹ کا رنگ دوسری ٹیموں سے جدا ہوتا ہے۔ رنگوں کے انتخاب میں ذہنی پسند اور ہاپسند کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

رنگ لوگوں کی نفسیات پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں، اس کی دو مثالیں دلچسپی سے خالی نہیں۔ سال 2000 میں Glasgo نامی کبھی نے امریکہ کے ایک ایسے علاقے میں جہاں جرائم کا گراف بلند تھا، نیلے رنگ کی اسٹریٹ لائٹ لگوا دیں۔ چند ہی ہفتوں میں اس علاقے میں جرائم کے ارتکاب میں تخفیف نوٹ کی گئی۔ 2009 میں جاپان کی ایک ریڈیو کھلی نے اپنے اسٹیشنوں کو نیلے رنگ کی روشنی سے منور کر دیا تاکہ لوگوں میں خودکشی کا رجحان کم ہو۔ لیکن یہاں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی!

دبیدگی، الجھاؤ، بھرم

عام نفسیات جیسی دبیدگی رنگوں کی نفسیات میں بھی پائی جاتی ہے۔ کوئی ایک مخصوص رنگ مختلف لوگوں پر مختلف انداز سے اثر انداز ہوتا ہے۔ رنگوں کی نفسیات میں جنس، عمر، ثقافت و سماجیات اور مذہبی روایات اہم محرکات ہیں۔ مثلاً خواتین کا سرخ لباس مردوں کے لئے زیادہ کشش کا باعث ہوتا ہے جب کہ مردوں کا کسی بھی رنگ کا لباس خواتین کے لئے کشش میں اضافہ نہیں کرتا!

تجارت میں رنگوں کی نفسیات بہت اہم رول ادا کرتی ہے۔ صارف کے جذبات اور ادراک پر اثر انداز ہونے کے لئے صنعت



خانجسد

گرم مزاج کے لوگ (ڈائٹریٹک جنس) سرد رنگوں کو پسند کرتے ہیں جب کہ سرد مزاج کے افراد گرم رنگوں کا انتخاب کرتے ہیں۔

انارے ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ ملتے ہیں۔ ہر مذہب کے پیروکاروں نے اپنی شناخت قائم کرنے کے لئے ایک رنگ منتخب کر لیا ہے۔ لہذا مسلمانوں نے سبز رنگ کو اپنی مذہبی شناخت بنایا ہے، ہندوؤں کا رنگ زعفرانی، سکھوں کا زرد، یودھوں کا گہرا نیلا، عیسائیوں کا سفید اور یہودیوں کا شناختی رنگ نیلا ہے۔

رنگوں کی نفسیات

کارل یونگ (Carl Jung) رنگوں کی نفسیات (Colour Psychology) کا مسجود تصور کیا جاتا ہے۔ اس نے رنگوں کی خصوصیات پر خاص توجہ مرکوز کی اور ان کے معنی و مطلب افاد کرنے کی کوشش کی۔ اس نے فن (Art) کے منتخب نمونوں کو نفسیاتی علاج (Psychotherapy) کے ایک ٹول کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی۔ جنگ کے نزدیک ہر رنگ ایک علامت (Symbol) ہے۔ پیکاسو (Picasso) جیسے عالم گیر شہرت کے فنکاروں کے ذریعے استعمال کئے گئے رنگوں کا اس نے گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اس کے مطابق ہر رنگ کا اپنا ایک کوڈ (Code) ہوتا ہے۔ اس کوڈ کو توڑ کر یعنی Decode کر کے اس نے رنگوں کی زبان (Colour Language) ترتیب دینے کی کوشش کی۔ ہر رنگ کچھ کہتا ہے۔ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ رنگوں کی زبان سمجھ کر دماغی مریضوں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ لا علاج امراض سے مریضوں کو چھٹکارا دلایا جاسکتا ہے۔ جو رنگ نے رنگوں کے نظام کو سمجھنے اور ان کا مناسب استعمال کرنے کے لئے الکیمیا (Alchemy) سے بھی مدد لی ہے۔

کار اپنی مصنوعات کے رنگوں پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ مارکٹ میں ایجناس کے علاوہ خدمات کی بھی تجارت ہوتی ہے۔ خدمات کے علاقے میں بھی رنگوں کے انتخاب میں سلیقہ مندی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

رنگوں کے انتخاب میں عرسب سے بڑا محرک ہے۔ یا سچی عمر کے ساتھ رنگوں کے انتخاب میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ چنے گلابی (Pink) رنگ کے کھلونے زیادہ پسند کرتے ہیں، جب کہ نوجوان شوق رنگوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ عمر واز لوگ عام طور پر سفید رنگ کو اپنی پہچان بنا لیتے ہیں۔

رنگوں کے انتخاب میں جنس بھی ایک طاقتور محرک ہے۔ خواتین عام طور پر سرخ، گلابی، زرد اور ہنسی رنگوں کو ترجیح دیتی ہیں جب کہ مرد ان رنگوں کو پسند نہیں کرتے۔ خواتین سرخ اور بھڑک دار رنگ پسند کرتی ہیں لیکن مرد انہیں رد کر دیتے ہیں۔ ایک مطالعے کے مطابق خواتین گرم رنگوں (سرخ، زرد، نارنگی، گلابی، ہنسی) کو پسند کرتی ہیں جب کہ مرد سرد رنگوں (نیلے اور ہنر) کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ انسانوں کا مزاج (Nature) بھی رنگوں کے انتخاب پر اثر انداز ہوتا ہے۔



کارل یونگ (Carl Jung)



ڈائجسٹ

رنگ اور القاد طبع

1798-99 میں گوٹھے (Goethe) اور شیلر

(Schiller) نے لوگوں کی القاد طبع (Temperament) پر

اثر انداز ہونے والے رنگوں کا ایک حلقہ مرتب کیا تھا جسے انہوں نے

Rose of Temperament کا نام دیا تھا۔ اس حلقے کے

مطابق انسانوں کو ان کے چہرے اور القاد طبع کے مطابق چار گروپوں میں

تقسیم کیا جاسکتا ہے جن کو چار رنگ کنٹرول کرتے ہیں:

(1) صفحہ حراج (Choleric):

اس گروپ میں چار اور عالم لوگ، بیروزہ، مہم جو افراد شامل

ہیں۔ ان کے حراج کو کنٹرول کرنے والے رنگ ہیں سرخ، نارنگی،

زرد۔

(2) پھل (Sanguine):

یہ لوگ بے فکر اور پر امید ہوتے ہیں۔ اس گروپ میں

رنگوں کی نفسیات کے چھ بنیادی اصول ہیں:

(1) ہر ایک رنگ کے مخصوص معنی ہوتے ہیں

(2) ہر رنگ کے معنی یا تو آکسائی ہوئے ہیں یا جھکی۔

(3) رنگ کا ادراک ہوتے ہی اس کی قدر پیمائی

(Evaluation) خود بہ خود عمل میں آتی ہے۔

(4) رنگ کی قدر پیمائی انسان کے رویہ کو تحریک دیتی ہے اور

اسے کنٹرول کرتی ہے۔

(5) رنگ از خود ناظر کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

(6) رنگ کے معنی اور اس کی اثر پذیری سیاق و سباق پر بھی

محکم ہوتی ہے۔

مارکٹ کے شعبے میں ان اصولوں کو اپناتا کر زیادہ سے زیادہ نفع

کمانے کی کوشش کی جاتی ہے۔



شیلر (Schiller)



گوٹھے (Goethe)



ذاتی سمجھ

رنگ کا لباس نہ صرف پہننے والے بلکہ ناظرین پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ جدید نفسیاتی مطالعہ کے مطابق سرخ رنگ صحت مندی کی علامت ہے، بالقابل زرد (Pale) رنگ کے جو غیر صحت مندی اور خون کی کمی (Anemia) کی علامت ہے۔ خضریٰ حالت میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے بالقابل خوف کی حالت کے جس میں زرد پڑ جاتا ہے۔ Testosteron نامی محرکاب چہرے کی سرخی کا مددگار ہے اس کی وجہ سے مردوں کی جلد عورتوں کی جلد کے مقابلے میں زیادہ سرخی مال ہوتی ہے۔

رنگوں کی اثر آفرینی

برسہا برس کے تجربات اور مطالعوں کے نتیجے میں مختلف رنگوں کی اثر آفرینی طے کی گئی ہے۔ ان تجربات اور مطالعوں میں انسانی نفسیات زیر بحث آتی ہے لہذا کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی۔ ان تمام نتائج سے ہر شخص عملی طور پر حلق ہو یہ ضروری نہیں۔ تاہم غالب رجحان ذیل کے مطابق ہے:

☆ سرخ رنگ جوش و خروش کی علامت ہے۔ یہ خون کے دباؤ (BP) کو بڑھا دیتا ہے۔ یہ بے خوابی کی کیفیت بھی طاری کر سکتا ہے۔ احتمالات کے دوران بچوں کو سرخ رنگ سے دور رکھنا چاہیے۔ سرخ رنگ کھلاڑیوں میں جوش و جذبہ پیدا کرتا ہے۔

☆ زرد رنگ اعصاب (Nerves) کو تحریک دیتا ہے۔ یہ رنگ ہماری زندگی کو شادابی و فرحانی سے بھر دیتا ہے۔ لیکن اس کی زیادتی لوگوں کو خاص کر بچوں کو مشتعل کر سکتی ہے۔

☆ نارنگی رنگ پیچیدہوں کی کارکردگی پر مثبت اثرات مرتب کرتا

لذت پسند افراد محبت کرنے والے اور شعراء شامل ہیں۔ ان کے رنگ ہیں زرد، ہنر، مورچکھی (Cyan)۔

(3) شطرنجی دل دو مانع والے (Phlegmatic)۔ مثلاً عوامی مقررہ تاریخ و اس، معلمین۔ ان کی شخصیت کو مورچکھی، غیلا اور غشی رنگ کنٹرول کرتے ہیں۔

(4) غمگین طبیعت والے (Melancholic)۔ حزن و ملال، جمیدگی اور فکر مندی ان کا شیوہ ہوتا ہے مثلاً فلسفی، دانشمند اور حاکم۔ ان کے رنگ غشی، بھینٹا (گہرا سرخ) اور سرخ ہیں۔

سرخ رنگ کی اہمیت

ٹرینک سکتل میں سرخ رنگ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سرخ رنگ کا چمکنا نہ رویہ یہ ہے کہ سرخ سکتل ہوتے ہی تیزی سے رواں دواں ٹرینک ایک لذت رک جاتا ہے۔ ہماری رنگوں میں دوڑنے پھرنے والے خون کا رنگ سرخ ہے۔ یہ زندگی کی علامت ہے۔ سرخ



Rose of Temperament



ذاتجسد

ہے اور توانائی کی سطح کو بڑھاتا ہے۔ سادھو سلت اسی رنگ کا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ دنا سن کی گولیاں اور سیرپ اکثر اسی رنگ میں آتے ہیں۔

☆ نیلا رنگ تسکین بخش ہے۔ ورزش گاہوں اور خواب گاہوں میں اس کا خوب استعمال کیا جاتا ہے۔ درود یوار اور پروے زیادہ تر اسی رنگ کے ہوتے ہیں۔ لباس کے لئے پہلی پسند نیلا رنگ ہوتا ہے۔

☆ سیاہ رنگ اقتدار اور قوت کا مظہر ہے۔ سیاہ لباس میں ملہوس شخص چھریا، پھر نیلا اور چاقی و چو بند نظر آتا ہے۔

☆ سفید رنگ اخلاص، پاکیزگی اور مصحوبیت کی علامت شمار کیا جاتا ہے۔ مغرب میں لکھن کا لباس سفید ہی ہوتا ہے۔ سفید رنگ تپش کا خراب موصل ہے اس لئے گرمیوں میں سفید لباس استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ہنر و رنگ قدرتی اور قطری رنگ مانا جاتا ہے۔ آرام و سکون کی نشانی ہے۔ اسپتالوں میں یہ رنگ کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ بھورا (خاکی) رنگ زمین کا رنگ ہے۔ یہ ہمیں اپنی اوقات یاد دلاتا ہے۔

☆ بنفشی (جامنی) رنگ شان و شوکت اور امارت داری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قدیم روئی خاندان کے افراد اس رنگ کا استعمال کیا کرتے تھے۔

کروموفوبیا

کسی مخصوص رنگ کا ڈر کروموفوبیا (Chromophobia) کہلاتا ہے۔ ماضی میں یاجمین میں کسی خوفناک واقعہ کا تعلق کروموفوبیا

سے ہوتا ہے۔ بچہ اگر کسی کا قتل ہوتے ہوئے دیکھ لے، خون کے فوارے چھوٹ رہے ہوں تو اس کے دل و دماغ کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اور خون اور سرخ رنگ کے لئے اس کے دل میں ڈر بیٹھ جاتا ہے۔ یا ہمیشہ سفید لباس میں ملہوس رہنے والا شخص کسی کو بزنس میں دھوکہ دے کر برباد کر دے تو اب برباد ہونے والا سفید رنگ سے خوف کھانے لگتا ہے۔ میڈیکل سائنس کی تاریخ میں کروموفوبیا کے بہت کم معاملات درج ہیں۔ کروموفوبیا نفسیاتی معاملہ ہونے کے ساتھ ساتھ حیاتیاتی معاملہ بھی ہے۔ اس میں محرکاتی تحریک (Hormonal Response) طوٹ جاتی ہے۔ سرخ رنگ سے خوف Erythrophobia کہلاتا ہے جب کہ سفید رنگ کا خوف Leucophobia کہلاتا ہے۔

کروموتھیراپی

ایک متبادل طریقہ علاج کروموتھیراپی (Chromotherapy) ہے جس کے معنی ہیں رنگوں کے ذریعہ علاج۔ اسے کروموتھیراپی بھی کہتے ہیں۔ اس طریقہ علاج کا موجد این سینا (1937-1980) مانا جاتا ہے۔ اس نے اپنی تصنیف "الطابقون فی الطب" میں لکھا ہے کہ امراض کی تشخیص اور ان کے علاج میں رنگوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کے مطابق رنگ کسی بھی مرض کی نظر آنے والی علامت ہے۔ رنگوں کے ذریعہ علاج کے سلسلے میں اس نے لکھا ہے کہ سرخ رنگ خون کی گردش یعنی دوران خون کی بے قاعدگیوں پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے نیلا اور سفید رنگ خون کے درجہ حرارت کو کنٹرول کر کے اسے ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ زرد رنگ عضلاتی دروازہ و سوجن کو دور کرتا ہے۔

این سینا کی تصنیف سے تحریک پا کر دور جدید کے کئی سائنسدانوں نے کروموتھیراپی کے علاقے میں تحقیقات کیں۔



سائنس اور انسانی قدریں

قدرت - طاقت کے دریوی تک پہنچنا آسان ہے اور سمجھنا مشکل ہے۔ وہ جو قابو پاتا چاہتا ہے۔ سائنسدانوں کے تجرباتی عمل اور قدرت کے اصول اور مضامین میں ایک ہم آہنگی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں شعبہ و یا زبان کا کام ہوتا ہے وہاں سائنس کا کام ہے۔ اس کا چونکہ قدرت کی حسین و پسندیدہ تخلیق ہے اور سائنس بھی اپنی اپنی وحدت فکر اور مقاصد کے پیش نظر ایک حسن و جمال ہے، اس لئے سائنس معاشرے کے تقدار سائنس کی عظمت سے وابستہ ہیں۔ سائنس قدریں یا ہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے اس سے حیرت انگیز اور عظیم تر انکشافات کو سمجھنا ضروری ہے۔ سائنس کی کوئی بھی بکواس ہر بکواس ایک عظیم تر سچائی کا مظہر ہے قوت کشش ہو، توانائی دار اہم ہو، جین Gene، یا الیکٹرون ہو۔ ہر بکواس میں ایک صداقت کارفرما ہے۔ یہ صداقت دور دراز کی ہر قسم کی لطیف میں ایسا طور پر جاری و ساری ہے۔ شاعری ہو، مصوری ہو، سنگ تراشی ہو یا کوئی بھی تخلیقی عمل ہو یہ

اس کا چند اعلیٰ رتبہ قدروں سے سہا ہے جتنا ہے۔ ہمیں یہ خیال آتے ہیں کہ یہ قدریں قدرت کے اطراف سے ہی طرح و دھرت ہوتی ہیں جس طرح آئینہ روشنی اور حساس راحت جس انہیں عمل طور پر کتنا ہی تصور کرتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں ساری قدریں نہ تو قطعی حتمی ہیں اور نہ بالکل تسلسلی۔ ان کی تعمیر میں، اعلیٰ درجہ کی دلوں قسم کے حیرت انگیز امتزاج ہوتے ہیں۔ اور انہیں ایک سنگ ایک آہنگ عطا کرے ہیں جہاں اپنی عناصر کارفرما ہیں وہاں تعلیم و تجربہ کاوش و جستجو تحقیق و تکمیل بھی کام آتے ہیں۔ سائنس اس کی تہذیبی اور تمدنی قدروں کے لئے "خزانہ" قسم کے مواد فراہم کرتا ہے

کوئی سائنس کا اثرات میں وحدت سے تعبیر کیا ہے اس طرح سائنس کی تعمیر و ترقی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ ہمارے علمی حسن و جمال کی عظیم ہے تاکہ قدرت کے تصور ہم پر آشکار ہو سکیں۔ سائنس ایک مکمل عمل راست ہے۔ سچائی اس کی اصل روح ہے۔ یہ



قائم شدہ

بتایا کہ روشنی بطور "تہ کا مجموعہ" تو ہم نے سے قبول کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ اس وقت انسان کا شعور نہ تراشیدہ اور نہ قدریں ناپختہ اور غیر واضح تھیں لیکن جب سائنسی قدریں رمانے کی ضعیف الاعتقادی پر غالب آئیں تو ہم نے بڑی فراہمی اور غرور نفس کے ساتھ یہ قبول کر لیا کہ روشنی ثابت اور منفی ذرات کا مجموعہ ہے جیہیں ہم الفا (Alpha)، بیٹا (Beta) اور گاما (Gama) درجہ سے کہتے ہیں۔ الفزس انسان کا تہذیبی اور تمدنی سفر اور سائن قدریں سائنسی غمشافات و بھاء سے کے دوڑ پر دوڑ آگے بڑھی ہیں۔ سائنسدان اس دعوئی میں حق بجانب ہیں کہ ان کی تخلیقات نے انسان و بادہ خود مختارہ آراؤ اور پادچہ بنا دیا ہے۔ پچھلے چار سو سال میں سائنس سے مہمان نویں دستوں سے ہم کنار کیا سمندر اور آسمان کی تعمیر ہوئی۔ الکثر دین پادچوں اور سیوروب دریافت ہوئے بین الاقوامی سطح پر تعلیم کا معیار بلند ہوا۔ حیات انسانی کی مدنی دوڑی ہو گئیں۔ جب کچھ نے سپاروں کی گردش کے قوانین وضع کئے تھے، جب سے زمین کی آبادی پانچ گنا بڑھ چکی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی کثیر آبادی کو سائنس نے صرف ذندہ دینی نہیں رکھا بلکہ ذندہ رہنے کا عہدہ بھی عطا کیا۔ اسے ایک شخصیت، ایک مقام، ایک رتبہ عطا کیا۔ سوال دوئی، کچھ سے اور مکان کا بھی نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ سائنس نے انسان کو اپنی روح اور پادچہ صحیح طور پر متعال کرنے کا موقع دیا کہ نہیں، اب کا جو بے غائبہ ثبات میں ہے۔ سائنس انسانی روح کو باواسطہ متاثر کرتا ہے۔ یہی انسانی معاشرے کے افعال صارف کی اہمیت سے۔ یہی معاشرے کی ہیادہ اس ہے جہاں جسم و روح ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ اہل زمین ہمیشہ سے آراوی، انصاف اور امن کی

چاہتی رہ چکے موجد ہے اور چونکہ انسانی معاشرے کی قدریں دراصل ہمیں فن کاروں کے افعال و کردار کا عکس ہیں اس لئے سائنسی ہدگی کا ہر حسن و جہر سائنسدان ان سے عمل و تجربات سے درست ہے۔ فیک سائنسدان صاف باطن اور روشن ضمیر ہوتا ہے۔ اس کو دنیا کی "لوڈیوں" سے سیاست کی باری گری سے قومیت کی بد صورتیوں سے نیکس اور رنگ و نسل سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ جوان اور بوڑھے دونوں کا یکساں احترام کرتا ہے اور ان سے استفادہ کرتا ہے۔ ایک سائنسدان بلند باجک دعوے نہیں کرتا۔ وہ اپنی کم ہمتی اور کوتاہ دماغی کا بھی بڑی قدر حدی اور بغیر کسی پیشانی کے اعتراف کرتا ہے۔ وہ جس سانچ کی تشکیل میں کوئٹا ہے اس کی بنیاد کی قدر۔ سائنسی اور درست باری ہیں

سائنس یہ غمینی عمل نہیں بلکہ یہ تہذیبی عمل ہے۔ ایک عام آدمی کے لئے جو سائنس کو مشین کے تصور سے بغیر نہیں سمجھ سکتا یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن انسانی تلاش و جستجو قدم بہ قدم آگے بڑھی ہے۔ ایک سائنس کی اور دینی دوسری نسل میں منتقل ہو جاتی ہے۔ والدین نے منہم کے جو کلمے پیش کئے وہ بچے نقص سے بے جا جو علم کی پیدائش کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قریب سو سال بعد پورے اور دور قور نے اس کی اصلاح کی۔ نیوٹن کا آوار کی رفتار سے متعلق قانون لاپلاس (Laplace) نے دوبارہ ترتیب دیا لیکن اس سے۔ نیوٹن کے دقار میں کوئی آئی اور نہ ڈالین کی شہرت اور ہر گیری پر کوئی حرف آد۔ بلکہ ان کی کوتاہیاں آگے آئے والی نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سائنسی قدریں انسان قدروں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ اس گفتگو کا ایک دوسرے رخ بھی ہے۔ گلیلو ہے جب یہ بتایا کہ زمین گردش کرتی ہے تو اس وقت کا مہاجی اور اصلاحی شعور، اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ جب نیوٹن سے



ڈائجسٹ

تس جے جے جے۔ مائیکس قدروں سے پرستار ہے مہانیکس بد
قیمت عطائی ہے۔

انسانی معاشرے میں مائیکس سے متعلق شکوک و شبہات اس
وقت مٹ جاتے ہیں جب ہم غلط طور پر یہ امید کرتے ہیں کہ یوٹی کے
کچے اور گرم کے اصوں کی حدائی اور روحان تو جید بھی ہو سکتی ہے۔
یہ مد و فکر اس مفروضے پر مبنی ہے کہ عالم میں اخلاقیات سے اصوں تو
نہیں بدلتے لیکن افراس کے افعال و کردار بدلتے ہیں۔ حق تو یہ
ہے کہ اگر افراس نامی قدروں کا احترام نہ کریں تو معاشرے میں مس
سکوں کی طرح قائم رہ سکتا ہے۔ یہی وہ معاشرتی اور انسانی قدروں
کی پامانی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن غلط، جبراً، میث سرخ روئی اور
سرمندن اسیبہ نہیں ہوتی۔ قوموں کے شعرو میں ایف بھی کسی مثال
نہیں ملتی کہ جا رہی نام ان معاصرین پر غائب رہے ہوں جو انسانی
اور وحانی اقدار کے علمبردار ہیں۔ شہید کروا، م حسین کی مثال
ہمارے سامنے ہے۔ بخت اور موسیقی کا حشر ہم جانتے ہیں۔ پٹوین کو
پورے مائیکس میں ایف بھی سانسداں نہیں ملا جو اس کے حکم سے ظلم و
ستبد اور اصوں و مدنی ہمارے پیش کرتا۔ بلاشبہ سانسداں بھی عام سالن
ہیں، ان کی ذاتی ضروریات اور فکاہیاں بھی ہیں۔ وہ دکاں مار سار
پیشہ و بھی پڑھتے ہیں لیکن ایک ایسی کامیں جہاں وہ ہم "مان شعور پر
غائب ہو سانسداں اپنی اپنی "جسمان مشودہ اس طریقے پر کرتا
ہے کہ خالق سے علاوہ وہ ہر قسم کی مرعیت سے بے یار و مددگار ہے۔
جو سانسداں اس اصوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، وہ دلالی جنگوں طرح
رہا اس ہے یا تجھے راوی طرح خود کشی کہہتا ہے۔

مائیکس کا یہ پیشے سے اعتبار سے اگر مطالعہ کیا جائے تو دیکھا
جاتا ہے کہ اس پیشے میں ایسے لوگ شریک ہیں جو بلیڈ و مزاج ہیں۔

ایف جدید و سرور کی رعیت اپنی رعیت میں کھتے ہیں۔ وہ جو کچھ
کرتے ہیں اس کے ہمیں پشت و مقاصد ہوتے ہیں ایک ذاتی اور
دوسرا اتفاقی ہفت در حالات سے تقاسم سامی ترقی و اشاعت کو
ایک واضح رجحان یہ کہ شکل عطا کرتے ہیں لیکن وہ وحدت، سہاک
جو اسے آہر گاہ کی منزل تک سے جاتی ہے، خود اس کی مت میں
نہیں ہے۔ یہ سہاک اور یہ خرگاہی شاعر، ریب، موزیخ و مظم
مصور و سنگ تراشی بھی ٹن فادوں میں مشترک ہے۔ فرق صرف اتنا
ہے کہ ان کی سیرت اور نیک رہااری یہ حادثے ہے جو یکروں
ماں سے یہ ہی طرح ہیں۔ یہ منتقل ہوتی رہی ہے۔ نہیں سانس
چونکہ ایک متحرک عمل ہے، اس لئے نئی سانس کے افعال و کردار ان
کی نیکیاں زیادہ روشن رہا و پھووار اور منتظم ہیں۔ اس کا مطلب یہ
نہیں کہ سانس کی نیکی اور بدی کا جیاد کی مہر و وقت اور حالات کے
ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ہوتا صرف یہ ہے کہ نیکی اور بدی کی مقدار کا
تکاسب بدل جاتا ہے کیونکہ انسانی قدریں بھی ذی روح کی طرح
پداں چمکتی ہیں۔

مائیکس ہماری مدنی میں اتنا راج کی گیا ہے کہ اس سے کنارہ
لشی ممکن نہیں دیا سانس کی بہکوں سے حسین و جمیل نظر آتی ہے
اس سے چشم پوشی ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص مسئلہ وحاس کی سماجی کے
باوجود غلامی اور حلقہ گھوٹی کو راوی اور خود غلامی پر ترجیح دے۔
سانس بچنے چار سو سال سے ہمارا تہذیبی، ذاتی و روحانی مدنی
پر حاوی رہا ہے۔ ہیروشیاں اور ناگساں کی پامانی پر سانس قدروں کو
ہر ماں اور پشیمانی ہوسے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پشیمانیوں ان کی
ہیں جو سانس کی سلیم شدہ قدروں کو نظر انداز کے غیر مہر اور کردار
قدروں میں سچاٹ تلاش کرتے ہیں۔ یہ پشیمانیوں ہمارے ہیں کہ ہم
مائیکس کا پل تہذیبی نیا کا ایک حصہ نہیں بنا سکے



ماضی اور حال میں وضع اصطلاحات

برصغیر کی پہلی اردو سائنس کانگریس 20-21 مارچ کے دوران دہلی سے سب سے قدیم اور نامور تعلیمی ادارے 'دہلی کالج' جس کا موجودہ نام 'ڈاکٹر حسین رائل کالج' ہے میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانگریس میں پیش کئے گئے مقالات قارئین تک پہنچانے کی عرصے سے شائع کئے جا رہے ہیں۔

مدیر

دوس اور ماہر بنائے سائنسی علوم کے اگھار کا وسیع پیمانہ سوانگریزی سائنس کی رہنمائی کی گئی ہے۔ دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے والوں سے سائنس اور دیگر جدید علوم کو انگریزی زبان میں لکھا ہے، قدرتی طور پر وہ انگریزی زبان کے ہی کن گائیڈ ہے انگریزی زبان کی طرف جاپانی، جرمنی، چینی اور دوسری زبانوں میں بھی سائنس پیش کی جاتی ہے لیکن یہ زبانیں بے شک اور علاقوں میں محدود ہیں جبکہ انگریزی زبان عالمی سطح پر رواج پائی ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم اردو سے اپنی زبان کو سائنس کی زبان بنانے کی کوشش ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہمیں جو کوششیں ہوئیں انہیں ایسا وہ قسم ہو چکی ہیں موجودہ دور، حالات میں اردو

سوائیک نظریاتی کالج میں جتے ہیں جس میں اردو اور دیگر علاقوں زبانوں کو انگریزی زبان سے سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ انگریزی اور اردو دونوں کا مواد ملتا ہوئے ناقدین غرض پیشتر یہ تاثر دینے میں کامیاب رہتے ہیں کہ انگریزی سائنس کی زبان ہے جبکہ اردو شعر و ادب اور تفریح کی زبان بن کر رہ گئی ہے۔

میں اس خیال سے اختلاف کرتا ہوں کہ اردو سائنس کی قیام و تعمیر اور تعلیم کی حتمی نہیں ہو سکتی بلکہ میں ایسا کہنے والوں کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔ بیادوں بات یہ ہے کہ سائنس کی اپنی ہی زبان نہیں ہوتی۔ سائنس حقائق و اصولوں کا علم ہے جسے کسی بھی زبان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ انگریزی زبان و سائنس



ڈائجسٹ

سائنس اور جدید علوم کی رہاں بنائے کی دست پھوڑ ہے ہم دوسرے معوں میں پئی مادرں جان بنائے تک سے گرے ان ہیں کئی اور کے ہنگ سے ہیں جہنم یہ کہتے ہیں کہ مجھے رو نہیں آتی اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ انہیں اردو لکھنا اور پڑھنا نہیں آتا۔ مجھے افسوس موضوع سے بھٹک کر کہیں میں اردو کا فوجہ نہ لکھنے بیٹھ جاؤں۔ موضوع پر واپس آتے ہوئے اس وقت میرے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اردو کو چاہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ جو اردو زبان کی بے لوث خدمت میں مصروف ہیں اور ان کی حوصلہ شکنی ہے کہ اردو ہے وہ جو سائنس اور جدید علوم بھی پیش کیا جائے

سائنس متعلقہ تصورات اور اختراعی حیالات کا علم ہے جس کی پیش کردہ ہے یہ اصطلاحات وضع کی جاتی ہیں۔ سائنس میں ہر دم نئے حقائق، اوصاف، تصورات اور خیالات پیش اور دریافت ہوتے رہتے ہیں جس کے سبب نئی اصطلاحات وضع ہوتی رہتی ہیں۔ سائنس میں اصطلاحات وضع ہونا ایک مستقل و مسلسل عمل ہے۔

اصطلاح و انگریزی میں Term کہتے ہیں اور اصطلاحات کے تعلقات جیسے اصطلاحات بنانے کے اوصاف، اصطلاحات ساری کامیاب اصطلاحوں کی رہاں، سہا پتے اور لائحے اور اصطلاحات کا مشابہت وغیرہ کے طائرہ نام Term na agay کہتے ہیں۔ اصطلاح مختصر لفظ یا فقرہ ہوتا ہے جو طویل جملوں کی جگہ لیتا ہے اور علمی اظہار میں بہت مفید مختصر بنائی پیدا کرتا ہے۔ خون شکر (Blood Sugar) کی مثال دی جاتی ہے۔ خون شکر سے مراد خون گلوکوز ہوتی ہے۔ چونکہ گلوکوز ایک شکر ہے، خون شکر کو خون گلوکوز کے نام معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے خون میں پائے جانے والے

گلوکوز کو خون گلوکوز کہا جاتا ہے۔ جسم کے خلیے خون میں موجود گلوکوز کو توانائی پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ خون گلوکوزی حد سے بڑھی ہوئی مقدار مرض ذیابیطس کا سبب ہوتی ہے۔ خون گلوکوز کی کمی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس اصطلاح کی جامعیت ملاحظہ کیجئے کہ صرف دو خلیوں میں خون میں پائے جانے والے گلوکوز کے متعلق ضروری معلومات فراہم کر دی گئی ہیں

اصطلاحات کے درجہ کی بھی رہاں میں سائنس کا رتبہ دہریں اور عام لوگوں میں سائنس کی تعبیر آسان ہوتی ہے۔ اصطلاحات نہ ہونے یا اصطلاحات کے مسائل نے سبب سائنس کی تعلیم اور سائنس کی مشکل ہوتی ہے۔ اس لیے کسی بھی رہاں میں سائنس کی تعلیم اور اس سے بولنے والوں میں سائنس فہمی کے لیے اصطلاحات وضع کرنا ضروری ہوتا ہے جس کی دن میں جتنی آسان اور عام فہم اصطلاحات ہوں گی اس زبان میں سائنس اور جدید علوم کی ترسیل بھی آسان ہوگی۔ یہی طرح جس زبان میں جتنی زیادہ اصطلاحات ہوں گی اس زبان میں سائنس اور دیگر علوم کا تھوڑا سا زیادہ ہوگا۔ موجودہ دور میں سائنس کی تعلیم اور ترویج کے لیے انگریزی زبان میں بہت زیادہ خوبیاں درجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اس لیے عالمی سطح پر انگریزی سائنس اور ٹکنالوجی کی زبان بن گئی ہے۔

دوسری رہاںوں بشمول اردو زبان میں انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ کرنا اور اس سے مراد کی معنی، الفاظ، اصطلاحات وضع کرنا ضروری ہو گیا ہے مختلف ممالک میں حکومتی سطح پر اس سمت اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس مقصد سے یہ اور سے قائم کیے گئے ہیں۔ اس موقع پر میں تمہیں ہم ان افسانوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔



ڈائجسٹ

میں سائنس کو پیش کرے کے لیے الفاظ بھی اصطلاحات نام ہوں تو اس زبان میں سائنس کی پیش کش و تعلیم کے لیے مشکلات پیش آتی ہیں۔

موجودہ دور میں سائنسی اصطلاحات کا ذخیرہ سائنس سے متعلق Vocabulary میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک انداز سے کے مطابق انگریزی زبان میں سائنسی اور ٹیکنیکی لغت اور فریک میں موجود الفاظ کی تعداد اسی وقت کے الفاظ سے زیادہ ہے۔

اسی انداز سے کے بعد ہم اردو زبان میں اصطلاحات کے متعلق یعنی علم اصطلاحات (Terminology) کا مختصر چارہ بیسے کی سعی کرتے ہیں۔

اردو زبان میں سائنس، شہنشاہ ماضی

آج سے تقریباً پچاس صدی پہلے تک اردو زبان کے آثار و ارتقا کے بعد سے کہ زبان کا شہاد اور قابل رشک دور ہے۔ اس دور کو اردو کا عروج کہا جائے تو غلط بھی نہ ہوگا۔ دور زبان کی ابتدا کی زبان کے طور پر ہوئی۔ لوگوں سے کہ زبان کو پیدا اور بنایا۔ دور زبان میں شاعری ہو گئی اور ادبی تخلیق کیا جائے گا۔ اردو زبان و یہ تعلیم بھی بنی تمام علوم بشمول سائنس، انجینئرنگ اور طب اردو میں پھیلنے جانے لگے۔ اردو کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی زبان بنانے میں جن قدم اور دور سے ہم صدیات انجام دیں ان میں بیسٹ جارج فائج ہارن اور روبرٹ ویسٹ فائج غلط ہم نام ہیں۔ بیس دس صدی کے آغاز پر 1803ء میں سرسید نے سائنس کو سبکی کی جیاد رکھی۔ اس سوسائٹی کی جانب سے 30 لاکھ شائع ہوئیں۔ بیس دس صدی کے اختتام میں وہی کالج میں

سائنس کا درس لکھنا اور ٹیکنیکل فرمنا ہوئی

Commission for Scientific & Technical Terminology

اس حکومتی ادارہ کو بھارتیہ بھاشاؤں میں گیات و گیات کے نصب العین پر قائم کیا گیا ہے جس کا ہم کام ہندو اور دوسری ہندوستان زبانوں میں سائنس اور ٹیکنیکی اصطلاحات کو وضع کرنا ہے تاکہ ان کی مدد سے مختلف ہندوستانی زبانوں کے ذریعہ عوام میں سائنس اور ٹیکنیکی علوم کی تعلیم دی جاسکے

سائنس اور ٹیکنیکی میشن

(National Translation Mission)

ہندوستانی حکومت کا یہ دوسرا ادارہ ہے جو ترجمے کے ذریعہ ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں معلوماتی مواد کی فوری و ممکن بنانے کی سمت میں کام کرتا ہے۔

بھاشا بھاشا بھاشا (Vigyan Prasara)

اردو زبان سائنس اور ٹیکنیکی علوم کے تحت کام کرتا ہے۔ اس ادارے کا ہم کام ہندی اور ہندوستان کی دوسری زبانوں میں سائنس اور ٹیکنیکی مواد کو ترجمے کے ذریعہ پھیلانا ہے۔ ان اداروں کا قیام ورکاششور سے اس وقت ترقی پزیر ہو چکا ہے کہ سائنس کی بنیادی زبان بن گئی و سائنسی علم و ٹیکنالوجی کو سبکی بھی زبان میں پیش کیا جاسکتا ہے اور ان کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ سائنس کی تعلیم در سائنس میں اصطلاحات ہم دونوں انجام دیتے ہیں۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ سائنسی علم کو پیش کرنے کے لیے کسی زبان میں اس علم کی Vocabulary یعنی اصطلاحات (الفاظ) کا ذخیرہ ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی زبان



ڈائجسٹ

مجلس ترجمہ قائم کیا گیا۔ ان اوروں سے اردو زبان کو سائنس کی زبان بنانے میں اہم دوس اور کیا۔

تیسویں صدی شروع ہونے پر 1917ء میں ایک شاہی فرمان کے تحت جامعہ عثمانیہ قائم عمل میں لایا گیا اس یونیورسٹی میں پہلی مرتبہ کسی ہندوستانی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ اس یونیورسٹی کے وائسرائے سے وائی چھ سو کو میں شائع کی گئیں اور تقریرانوں سے ہر اصطلاحوں کا ترجمہ کیا گیا۔ 1950ء کے آدھے میں اس یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو سے انگریزی کر دیا گیا۔ وائسرائے جمل گیا اور اصطلاحوں اور ترجمہ کا ایک رجسٹرہ صانع ہو۔ ذریعہ تعلیم تبدیل ہوئے تب جامعہ عثمانیہ سے سائنس انجینئرنگ اور طب کی تعلیم اردو میں دی جانے لگی۔ سائنس کی ماسٹرز ڈگری طب کی تعلیم اردو میں ہوتی تھی مجھے نہیں معلوم کہ سائنس میں ڈکٹریٹ کے لیے کیا کسی نے اردو میں مقالہ تحریر کیا تھا؟

قصہ مختصر اسیسویں اور بیسویں صدی کے تجربات اور مختلف اور سائنس دانوں کے سبب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اردو میں صرف سائنس کی زبان بننے کی صلاحیت ہے بلکہ اردو کے ذریعہ تعلیم حاصل کر کے سائنس دانوں کا معیار بلند بھی تھا۔

اردو زبان میں سائنس، موجودہ صورت حال

تعلیمی اداروں میں مختلف لوگوں کی شان و شوکت کا نتیجہ تھا کہ ماش میں اردو سائنس کی زبان رہی۔ ہندوستان کی تاریخ کے بعد جب اردو صوبہ ایک وقت سے قومی زبان بننے سے محروم ہوئی تب سے اردو اپنے شاعر اور عروج سے زوال پر چڑھ رہا ہے۔ اردو سوائے

رہا سچا خمیر کے کسی دوسری ریاست کی سرکار میں ہونا نہیں ہے۔ ملک کے بعض مقامات پر اردو کو دوسری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ تعلیمی میدان میں اب اردو کے دوسرا پارہوں کی جماعت تک کے مدارس ملتے ہیں۔ بعض کا جواب میں ڈگری تک تعلیم بھی اردو میں دی جاتی ہے لیکن یہ اردو تعلیمی اداروں کی تعداد میں وقت کے ساتھ ہی ہو رہی ہے۔ دینی مدارس اور یونیورسٹی کا رخ اب اردو کی ترقی اور ترویج کے ہم مرکز ہیں۔ معاش سے اردو کا رشتہ بے حد کمزور ہو چکا ہے۔ اردو والوں کو اب اردو سے دلچسپی میں کوئی فائدہ نہیں دھاتی دے رہا ہے۔ ذمہ دار حالات میں اردو زبان میں اصطلاحات وضع کر کے کام رک گیا ہے اور اگر اب نہیں کیا جے تو اس کی رفتار سی صورت موجودہ درمیان ہوے دی سامی اور تکنیکی ترقی کا ساتھ نہیں دے رہی ہے۔ حکومتی سرپرستی میں سائنسی کتابوں کا ترجمہ ہونا بھی تقریباً بند ہو چکا ہے۔ ایسے حالات میں طبع راہ مضامین اور کتابوں کی جانب کون توجہ کرتا ہے لیکن اب بھی چند قراءے ہیں جو یہ مشکل کام انجام دینے جا رہے ہیں۔ موجودہ دور میں اصطلاحات سے متعلق مسائل پر گفتگو کی جاتی ہے۔

انگریزی اصطلاحات کا جوں کا توں استعمال

موجودہ دور میں اردو زبان میں اصطلاحات وضع کرنے اور انہیں عام کرنے کا منظم اور مزید طریقہ نہ ملنے کے سبب بعض ماہرین انگریزی اصطلاحوں کو جوں کا توں استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور اس مشورے پر عمل بھی کرتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اردو کے پانچ حروف تہجی میں ہی بھی انگریز اصطلاحات کو اردو میں لکھنے درپزنی کی صلاحیت موجود ہے۔ ان ماہرین اردو کے مقابلے میں انگریزی اصطلاحات زبان بھی گنتی ہیں۔ دراصل وہ انگریزی



ذائقہ

روانوحی ہوجائیں گی۔ اسی طرح توانائی کو ربئی حرارت کو ہیٹ جوہر کو اسم لکھنا پڑے گا۔ یوں سب تک اصطلاحیں وضع کرنے کی جو مشکل اور محنت ہوئی ہے اور جو اصطلاحوں کا ذخیرہ اکٹھا ہوا ہے سے چھوڑنا پڑے گا۔ ہوسکتا ہے کہ انگریزی اصطلاحات کو جنوں کا توں استعمال کرے گی دکامت کرتے والے کہیں گے کہ جو اصطلاحات اردو میں وضع اور رائج ہو چکی ہیں ان کا استعمال جاری رکھا جائے گا۔ اس طرح پرائی (اردو) اور تخی (انگریزی) اصطلاحوں میں بھین رہے گی۔

انگریزی اصطلاحات کا جنوں کا توں استعمال کرے گا ایسا بڑا نقصان ہمارے زبان و بیا پہنچے گا کہ اردو میں انگریزی الفاظ و محوڑے سے اور زیادہ خود میں دوڑیں گے اور اردو کے چند الفاظ ہی ہوں گے۔ عبارت پوجھل بھی ہوگی۔ مثال کے لیے انسانی دماغ کے بارے میں کسی رسالے میں پڑھا ہوا یہ عجیب گراف پیش کرتا ہوں۔

دماغ میں حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ فوربرین، لمبرین اور بائینڈ برین۔ فوربرین دوسری برس بھی سمیر دود آں ٹینرنی فوربر اور تحصیلہ سیلات پر مشتمل ہوتا ہے۔ میرن برل بھی سمیر اور مختلف کردوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔ بریری برل بھی سمیر تقریباً علوتا ہوتا ہے اور اس میں تین حصے قہر کیے جاسکتے ہیں۔ اگلی جانب محل لوب، پچھلی جانب محل لوب اور تین طرف لوب ہوتا ہے۔

انگریزی اصطلاحوں کے جنوں کا توں استعمال کرنے کے ضمن میں ہولی گنگو سے یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ اس عمل سے

اصطلاحات کے مسلسل استعمال سے ماہوس ہو چکے ہوتے ہیں انگریزی اصطلاحوں کو جنوں کا توں استعمال کرے میں جہاں آسان ہے ہیں نقصانات بھی ہیں۔ ر وگوں و انگریزی اصطلاحات کچھ میں کہیں تھیں نہیں صرف دو آتی ہے اور جو انگریزی سے بلند ہوتے ہیں۔ مثال سے طور پر طیس یا جوہر کے مرکزہ کو نیوکلیس (Nucleus) کہا ور لکھ جائے گا۔ یکہ ررواں نیوکلیس سے مقابلہ میں مرکزہ و زیادہ آسان سے کچھ سیکہ گا اور اس اصطلاح کو جنوں بھی لے گا۔ وہ کچھ پائے گا کہ ررو طیس اور جہر کا مرکزہ حصہ ہوتا ہے۔ کی طرح تانوں (Anatomy) کے ہے ٹکڑے میں زیادہ آسان سے کچھ میں آے وان اصطلاح سے۔

بھیں انگریزی اصطلاحیں اردو میں اصطلاحوں کے مقابلے میں آسان دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً اس عبارت سے مقابلے میں قہر، میٹر ریڈ آسان اصطلاح بھائی دیتی ہے۔ اگر مثلاً اس عبارت کو حراست بجا سے بدل دیں تو یہ ررو اصطلاح بھی قہر، میٹر جیسے آسان ہوگی صفو الدم، دشار الدم، ہاں پٹھن کے مقابلے میں ہاں بلڈ پریش ریڈ آسان اصطلاح دکھائی دیتی ہے۔ لیکن بلڈ پریش سے سے ررو میں حراست، ہاں کھنسی آسان اصطلاح بھائی جاسکتی ہے در بانی بلڈ پریش کے لیے پیش حراست، ہاں استعمال یا جاسکتا ہے۔

صرف اردو جاننے والوں کو انگریزی اصطلاحات یاد رکھنے اور ہر اسے میں بھی مشکل ہوں ہے۔ وہ ان اصطلاحوں کو دیکھنے سے زیادہ یاد رکھنے میں وقت اور تواناں ضائع کرتے ہیں۔

کیا میت کی خاطر ایسا تک وضع کی گئی اردو اصطلاحوں کو چھوڑا بھی پوسکتا ہے۔ ہندی ساسی مصاشین طبعیات۔ ہیا۔ ماحات اور میتات بالترتیب فرس کیسری ہائی در دونی و



ڈائجسٹ

اردو بان بوفائدہ نام اور تقصیلات باہر ہوتا ہے۔ اس لیے اردو میں اصطلاح ساری کے عمل کو جاری رکھنا چاہیے

تیس درمیانی صورت یہ دیکھتی ہے کہ اردو اصطلاحوں کے ساتھ قرین میں انگریزی اصطلاحیں رو میں رسم الخط میں دی جائیں۔ اس سے اردو زبان کو تقویت پہنچے گی اور اردو والوں کو سانس پر مینے اور نگہ میں آسائیاں ہوں گی۔ میں اسی طریقے پر عمل کرتا ہوں۔ میں نے اپنی تحریروں اور کتابوں میں اردو اصطلاحوں کے ساتھ انگریزی قیادوں استعمال کیا ہے اور کتابوں میں فرہنگ اور تشریحات کا ایک طبعہ قرین پایب بھی رکھا ہے جس میں لکب میں استعمال ہوئے وائیٹی اصطلاحوں کو انگریزی حروف چھٹی کے لحاظ سے ترتیب دے کر ان کا اردو قیادوں اور تشریح پیش کی ہے۔

موجودہ دور میں اردو اصطلاح ساری

اردو اصطلاحوں کے فوائد عیاں ہونے کے بعد ہم چاہیں گے کہ اردو اصطلاحات وضع کی جائیں اور اصطلاحات وضع کرنے کے لیے رہنما اصول موجود ہیں جن کی راہنمائی میں ہندی میں معنی نیز اور کارآمد تکنیکوں اصطلاحات وضع کی جا چکی ہیں۔ موجودہ دور میں بھی انہیں ہدایت کی روشنی میں اردو اصطلاحات بنائی جاسکتی ہیں۔ جامعہ حجاب کے پروفیسر وحید الدین سلیم کی کتاب وضع اصطلاحات میں موضوع پر ایک ہم کتاب ہے۔ اصطلاحیں وضع کرنے کی مشق کی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تھکا مشکل کام نہیں ہے جتنا کہ سوچا جاتا ہے۔ اصطلاح سازی کے دوران اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اصطلاح بنانا ایک دلچسپ ادبی کام ہے۔

موجودہ دور میں بھی مختلف گوشوں سے اردو زبان میں اصطلاحات وضع کی جارہی یا ہو رہی ہیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (National Council for the

Promotion of Urdu Language) ایب بھر، رو

ہے جس کے ذریعے اردو کے فروغ کے لیے اصطلاح ساری بھی شامل ہے۔ اس ادارہ نے کوئی پندرہ سے زیادہ لغات اور فرہنگ شائع کی ہیں۔ چند برس پہلے اردو کے ذریعہ تعلیم کی عرص سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (Moulana Azad National Urdu University) کی گئی ہے۔ اس یونیورسٹی کے تحت بھی اصطلاح ساری اور ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔ مختلف جامعات اور ریاستی حکومتوں کے تحت اردو اکادمیوں اور محکمہ تعلیمات بھی اردو میں دوسری کتب تیار کر دیتی ہیں۔ ان کتب کی تیاری کے لیے بھی اصطلاح ساری کا کام ہوتا ہے۔ اجتماعی کوششوں کے علاوہ اردو کے مصنفین اور مؤلفین کی اپنی انفرادی کوششوں سے بھی اصطلاح ساری کا عمل جاری ہے۔

یوں موجودہ دور میں مختلف طریقوں سے اردو میں اصطلاحات وضع ہو رہی ہیں۔ آئیے اب اس عمل اور وضع اصطلاحات کو درپیش مسائل پر بات کرتے ہیں۔

☆ اصطلاحات ساری کا غیر مستقل عمل

اصطلاحات وضع کرنے کے رائج طریقہ کار میں لغت یا فرہنگ تیار کرنے کے لیے رسوں میں ایک پورڈ تکمیل دیا جاتا ہے جو کام مکمل ہونے کے بعد رجاست کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح اصطلاح ساری کا عمل غیر مستقل ہو رہا ہے تمام اصطلاحات وضع نہیں ہو پاتیں۔ اس



ذائقہ

مثالی پیش 'تا ہوں۔ شارٹنگ (Shorening) در سپرٹ
(Spread) چربی کی دو قسم ہیں۔ شارٹنگ و تیل یا پکنان ہے
جو تے ذمیدہ میں اس عرص سے طائی جان ہے کہ اس تے سے تیار
کی جا ہے وان شی حستہ اور کراری ہوں۔ سپرٹ وہ پکنان ہے جس
کی ہلکی تھروٹی یا سلا پر بھائی یا پھیلائی جاتی ہے۔ مترجم نے ان
الفاظ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ پکنان کی دو قسم ہیں جو عمل کو
گھٹان اور بڑھاتی ہیں۔ اس قسم کا قاش فلیپ سے لے کر یا جانا
چاہیے اور ماہرین وا درو میں لکھنے کی طرف توجہ دین چاہیے۔

☆ اردو اصطلاحات متبوں نہیں ہو پاتیں

اردو میں اصطلاحات وضع ہونے کے بعد انھیں عام کرنا ایک بہت بڑا
مسئلہ ہے۔ اردو زبان کا وہ شاندار دور رہا نہیں کہ اصطلاحات وضع
ہو کر وہی کتب اور اخبار اور رسائل میں جگہ پا کر جام ہو گئیں آج کے
دور میں اردو اصطلاحات وضع ہونے کے باوجود اردو اس طبقے تک
پہنچ نہیں پاتیں دور اگر ناگفتگی بھی ہیں تو اتنی دیر ہو چکی ہوتی ہے کہ اردو
وے انگریزی زبان کے الفاظ کو جو نا توں پنا چکے ہوتے ہیں۔
اصطلاحات وضع ہونے کے بعد انھیں اردو زبان میں عام استعمال
کے لیے سفارش کرے وہ اردو اصطلاحوں کو اردو زبان تک پہنچانے
کا کام۔ مستقل اصطلاح سازی ہوں اسلئے اس کی تشکیل کے
بارے میں مجھ دیر پہلے لکھا گیا ہے۔

اس لیے ہم اردو میں سائنسی علوم پیش رہے ہوں و مستقل
بیادوں پر ہر مضمون میں یہ اصطلاح سازی بورڈ کے قیام کی پر
سفرارش کرنی چاہیے

یہ ضروری ہے کہ اصطلاح سازی کا عمل مستقل اور مسلسل جاری رہتا
چاہیے۔ اصطلاح سازی کے لیے مختلف علوم میں ماہرین کی ایک کمیٹی
ہونی چاہیے جو مستقل اور مسلسل وضع اصطلاحات میں مصروف رہے۔

☆ ایک انگریزی اصطلاح کے لیے مختلف اصطلاحیں

مختلف اور سے اور ضروری میں اصطلاحات وضع رہے ہیں ان
کے درمیان تاہم ربط نہ ہو کے سبب ایک انگریزی Term سے
بہت سے ایک سے راہ اردو اصطلاحیں بنائی جا رہی ہیں مثال کے لیے
تغذیہ کے سرلیقت اور اس کے لیے بنائی گئی ایک کتاب میں مترجمین
کی وضع کردہ اصطلاحات کو پیش کرتے ہوں۔ مترجمین سے
Physica Activity کے لیے جسمانی کارکردگی طبی
کارکردگی جسمانی معرودیت جسمانی نوعیت اور Nutritona
Status سے ہے تغذیاتی معیار تغذیاتی حالت تغذیاتی حیثیت
جینی و صفات استعمال کی ہیں اصطلاحات سازی کی مختلف
وششوں سے مربوط ہونے کا یہ مغری نتیجہ پڑھنے والوں کے لیے
بھروسہ کا باعث ہے اس نقص دور کر کے کے لیے وہی اردو یا کمیٹی
ملی ہوئی چاہیے جو مختلف اصطلاح سازوں کے درمیان رابطہ کا کام
انجام دے سکے اور یہ کمیٹی اس فیصلہ کی بجا بھی ہوگی کہ وہی
اصطلاح استعمال کی جائے اور کون سی روکی جائے۔

☆ غیر واضح اصطلاحات

ردہ جان سے اس پر تشوہ و درو میں سائنسی علوم کے ماہرین کی عدم
دراپسی کے سبب بعض مترجمین سے غیر واضح اور گمراہ اصطلاحات وضع
کی ہیں۔ وہ انگریزی الفاظ کا غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ ایک دوسرے



غذا سے علاج

- بھارے پیسے میں تھوڑی سی تھوڑی سی سے آپ بہت سی دواؤں سے بچ سکتے ہیں۔ اور بچنے والے کو درحکم و تندرست بچ سکتے ہیں اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے
- دلی کو تندرست رکھنے کے لیے گرن، سیدھا پھلی سیریاں جیسے
- ہنس گاجروں کے سے مفید اشیاء ہے
- گاجر دیا بیٹوں کی نیابی و روکنے میں معاون ہے اور حوس میں چربی کی مقدار کو کم کرنے کے لیے دلی سہری ہے
- مہسن حوس کی مایوس و کشادہ کرتا ہے اور حوس کے راجد و کم کرتا ہے
- گرنی وار میوہ اور بادام Monosaturated چربی سے بھرے ہوتے ہیں جو شرابیوں و بلیکس ہوئے دیتے
- بہت میں دیا نہیں مرتبہ پھلی بھارے سے Omega 3
- تل آپ کو ملتا رہے گا مہسن، دھن، سا، زیت، تونا، دھوا، میکی کی ریل چھپیاں کھانے سے دلی تندرست رہے گا۔
- اولس (جنی) کھانے سے LDL کو بیکٹروں کم ہوتا ہے۔
- اولس (Oats) دیا بیٹوں سے مہسن کے نے بھی بہت فائدہ مند ہے
- چادب کے بھانے جو (Barley) استعمال کرنے سے کو بیکٹروں اور خون کا گلوکوز کم ہوتا ہے جو بلی کی صحت کے لیے مفید ہے
- فلیکس (F ex) یعنی سن کے بلیوں سلیٹس میں Phytochemicals، ریش اور امیکا 3 تیل ہوتا ہے جو بلی کے لیے بہترین غذا ہے۔ اس کو بلیوں راجد و دلی میں ملا کر نوٹس پر لگا کر استعمال کرنا چاہیے
- فیزو ویکسی مرچ کو بیکٹروں، Tnglycerides اور خون دھتکے (Ciot) میں تبدیل ہوئے سے روکتی ہے
- بھانے کے شکر خندے سلتے ہیں۔ یہاں کو بلی کے لیے فائدہ مند ہے جو دیا بیٹوں کے مہسن ہیں۔ اس کو بلی کے دلی اور راجد و دلی کے ساتھ کھائیے۔
- مہسن میں ویکسن A پاپا جاتا ہے جس سے انخوس و بلیوں کو مضبوطی ملتی ہے۔ اس میں موجود ویکسن B اور ویکسن C دلی سہری و مضبوط بناتے ہیں۔ دیا بیٹوں کے مہسن میں مایوس فائدہ مند ہے۔ یہ پیت سے متعلق بیماریوں کو دور کرتی ہے اور نظام ہضم کو مضبوط کرتی ہے۔ مہسن بھارے سے بلیوں



ذائقہ

(سے بچو)۔

WHO (ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن) کی جہت کے مطابق

بچوں اور بڑوں کے درمیان استعمال سے دل کی بیماریوں سے آدھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل طریقہ سے دل کو کھانے کے ساتھ جوڑا جاسکتا ہے۔

(a) ایک گلاس تارو سنترے کا رس بغیر شکر ملائے ہوئے ایک چمچ شیش یا مین شنگ خدائی صبح کے ناشتے میں پینا چاہئے۔

(b) ایک سیندرج جس پر ٹماٹر کا جڑ اور علاؤ کا پتہ لگا دیا ہو دوپہر سے صبح سے پینا چاہئے۔

(c) شام کے ناشتے میں ایک تارو پھل پینا چاہئے۔

(d) اگر آپ اپنے دل کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو شرب اور تہ کا استعمال بالکل ترک کریں۔

وٹامن (Vitamins)

وٹامن قدرتی جزا ہیں جو کھانے کی چیزوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا کام ہے انسانی جسم کی نشوونما کرنا، ہڈیوں کو مضبوط کرنا، خون کو صاف رکھنا، کھانے کو ہضم کرنا اور نقصان دہ جراثیم کو تباہ کرنا۔ وٹامن کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ایک تندرست جسم، تندرست دل اور مضبوط دماغ دیتا ہے۔

وٹامن چھ طرح کے ہوتے ہیں۔ جن کے نام ہیں A, B, C, D, E اور K۔

وٹامن A۔

وٹامن A دودھ، مٹھن، گھی، انڈے، گاجر، ٹماٹر، جیرن

کا مرض دور ہو جاتا ہے۔ موٹی آنکھوں کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ ایک تندرست جسم سے تندرست دل ملتا ہے۔

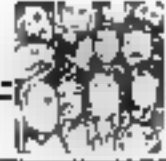
شراب پینے کے مضر اثرات

مصرک اور یورپ میں ایک کثرت ہے کہ کڑوا انگور کے رس میں شراب کا ایک گلاس اگر روز پیا جائے تو وہ ہارٹ ایک نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جدید دسرجی سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ ہمارے ہندوستان لوگوں کے لئے مضر ہے۔

2010 میں ہندوستان کے آٹھ سائنسی اداروں کے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے ایک ریسرچ شڈی کیا کہ اگر Atherosclerosis میں شریعہ کو روک دیا جس میں یہ اثبات ہوا ہے کہ شراب پینے والوں کو ہارٹ ایک کا بہت زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اس ٹیم کے ایک بہت مشہور دل کے مراض کے ڈاکٹر راجے جو اس ٹیم کی ٹیٹل ٹیٹل میڈیکل سائنس (A. MS)، ٹی وی میں کام کرتے ہیں، نے ٹیلی ویژن پر اور یورپین میڈیکل کے لوگوں کے مقابلے میں ہندوستانیوں کے لئے بتایا کہ کم شراب پینے سے بھی وہ ہارٹ ایک کے خطرے سے بچ نہیں سکتے۔ حقیقت یہی ہے کہ ایک عام ہندوستانی جو شراب پیتا ہے وہ ایک ہی دھڑکے میں بھرتی ہو جاتا ہے اور وہ بھی کھانے سے پہلے۔ یہ دل کے لئے بڑا خطرہ ہے۔

دل کی دوست غذا

ایک پیالہ اونس (Oats) بھجوں کے ساتھ مگنی اور میوہ اور ملائی نکال دو۔ دو ٹھوس کی سلیدیں، دو براؤن بریڈ کے ساتھ اور تھوڑی سفیر کی چائیں۔
بغیر چکنائی کا دہی، نماریا، نکال اور دو چمچ فلکس میڈس



ڈائجسٹ

میریوں اور کولیبراں کی شکل میں پیدا جاتا ہے۔ اس دھماکے کا فائدہ یہ ہے کہ کھانا جلد ہضم کرتا ہے۔ نشوونما میں مدد کرتا ہے۔ آنکھوں کی روشنی برقرار رکھتا ہے۔ فالٹوں کو ٹھیک اور گالوں کی سرخی کو قائم رکھتا ہے اور ان کو تندرست رکھتا ہے۔ ہڈیوں کے ٹیڑھے پن کو روکتا ہے اور رت کے اندھے پن کو دور کرتا ہے۔

دھماکے B:-

یہ پانی میں گھل جاتا ہے۔ پودوں کے پتوں میں پیدا جاتا ہے۔ انڈے کی زردی میں، کئی پھلوس میں، میزیوں اور تازے میں پیدا جاتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نشوونما، دھمے اور زردی کسٹم میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ مگر وہ دھمے سے رونا ہے۔

دھماکے C:-

یہ پانی میں گھل جاتے ہیں۔ ہری ترکاریوں میں، سبزیوں جیسے بیو، ستر، نمائز، بند گوبھی، شلجم، پتہ، دھیرہ میں دھماکے C پیدا جاتا ہے۔ یہ میزیوں کی نشوونما اور مضبوطی میں بڑا اہم اس کا رتا ہے۔ جگر کے امراض میں مفید ہے۔ پیپٹی گز بڑی ٹھیک کرے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

دھماکے D:-

یہ دودھ آبی دھماکے، انڈے، کولیبراں کی اور موریچ کی کربوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ میزیوں کو ہائے مضبوط رکھنے میں اور تندرست رکھنے میں بہت مدد کرتا ہے۔

دھماکے E:-

یہ دھماکے گیہوں کے تیل میں، دھری رکاریوں میں، مٹر، اونس اور بھٹے میں ملتا ہے۔ یہ ہانچہ پن کو دور کرتا ہے۔

دھماکے K:-

یہ دھماکے پھلیوں میں اور گیہوں میں ملتا ہے۔ یہ خون کی صفائی میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ درخون کو رگوں میں جتنے سے روکتا ہے۔

متوازن خوراک (Balanced Diet)

متوازن خوراک یا Balanced Diet سے مراد یہ ہے کہ کاربوہائیڈریٹس، پروٹین اور چکنائی روزانہ آدمی کی خوراک میں ایک مناسب مقدار میں ہونا چاہئے۔ ایک سو ڈی کی خوراک میں 12 سے 16 آؤٹس کا بولائیڈ ریٹ، 3 سے 5 آؤٹس پروٹین اور 25 سے 3 آؤٹس چکنائی دور رہنا چاہئے۔ اسی کے گوشت، ہیرا، مٹھا، مٹن اور دودھ کا متبادل ضروری ہے کیونکہ یہ پروٹین سچا کرتے ہیں۔ چربی، مٹھن، دھیرہ چکنائی مہیا کرتے ہیں۔ دودھ، اناج، مٹھن، دھیرہ دھماکے مہیا کرتے ہیں۔ اناج، آلو، چاول وغیرہ کاربوہائیڈریٹ مہیا کرتے ہیں۔ اس طرح جو لوگ ایک تناسب سے یہ چیزیں لیتے ہیں وہ دراصل متوازن خوراک (Balanced Diet) پیتے ہیں جس سے اس کی تندرستی قائم رہتی ہے۔

مدافعتی غذا (Protective Food)

کھانے میں بہت سی چیزوں کی کمی سے کئی طرح کی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ پھل، مٹھن اور دودھ طرح طرح کی بیماریوں سے ہمیں محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کے انہیں مدافعتی غذا یا Protective Food کہتے ہیں۔

کثرت خوراک (Over-Eating)

ایک خاص مقدار میں کھانا کھا کر جسم دھم کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کھانے سے جسم بھی، مہیا کرتا ہے چکنائی درست شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے Over-Eating سے بچنا چاہئے۔ سانس کی تحقیق سے یہ ساری مٹھن، سانس کی بھلائی اور مٹھن صحت برقرار رکھنے کے لئے مہیا کی ہیں تاکہ ہماری صحت درست ہو سکے اور جو شکور رہے۔



ڈاکٹر عبدالعزیز شمس علی شاہ

سفیران سائنس
(23)



ڈاکٹر محمد مسلم پرویز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں چونکہ
ہندوستان بندہ سارے عالم میں حوالہ دہ سائنسی ادب کا ایک بڑا نام ہے
ماحولیات کا آغا بھی ہے تعلق سے چرچہ ہوتا ہوا نامہ روزنامہ
خود جیسا بیان کی جارہی ہیں نکال کر ضروری ہے۔ اس بات میں

محکمہ تعلیم و تربیت

1954 30

روٹی

ہمدانی: ایچ جی او آر یک سینٹر میکینڈری اسکول، دہلی

احلیٰ التعلیم: بی۔ ایس۔ سی، دہلی کا رخ (موجودہ)

۱۔ حسین دہلی کا بیٹا، محمد اسلم کی بیٹی، محمد علی و

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

دری و تہریں پہل، زحیمین و ملی کاغ

مردوں کے خلاف دہشت گردی کے الزامات اور ہتھیاری

رحمہا کاکار نے مصروفیات

ڈاکٹر محمد اسلام آباد فاؤنڈیشن برائے سماجی و ماہویات (رجسٹر)

زمزم قرآن سینٹر، رنگرہی (رجسٹرڈ)

ماڻي وٺڻ يا عزت رکڻ، ۽ ٻيا عهدا ۽ وسيلو وٺڻ

ماہوار جرنل سیکریٹری انجمن اودھ سائنس فی دہلی و ریجنل

موضوعات مباحثات، ماحولیات اور قرآن و معارف

maparyaz@gmail.com

۷۵۱



2015 7



ذائقہ

حیثیت نہ تھی۔ اس کتاب کے اصل مضمون کے کل 37 صفحات ہیں۔ کتاب کا قطع 4x8.5 ہے۔ سرورق پر مطبع کا نام درج نہیں ہے جس سے پتہ چل سکتا ہے کہ یہ کتاب کہاں شائع ہوئی تھی ابتدا میں ردو اور ٹھہریں دربان میں دیا چہ تو یہ ہے، انگریزی تو یہ کے نیچے لاہور 12 جولائی 1854ء درج ہے جو اس کی تاریخ شایع ہو سکتی ہے۔

یہ کتاب کتب حارہ ترقی ردو بورڈ میں موجود ہے جس کا سر عدد 3254 ہے۔ یہ کتاب فن انجینئر کے متعلق ہے اور جیسا کہ دیا چہ میں تحریر کیا گیا ہے یہ کتاب روکی کاغذ کے سال سوم کے طلبہ کے لئے تحریر کی گئی تھی اور اس کے مصنفین کے حصوں میں بیکر صاحب کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

کتاب کا آغاز بیان واضح تیل لگانے سڑکوں اور ٹھہروں کے ختم ارضوں کا "کے عنوان سے ہوتا ہے۔ جو درج ذیل ہے

سڑک کا ختم اس طرح ہوتا ہے کہ گھوڑا دوڑتا ہو جس کو جیر کے نکل جانے اور ہر کا ختم اس طرح ہونا چاہیے

طریقہ پانی مٹانے کو نقصان پہنچانے جیر بہ جائے۔

ان طریقوں کے ساتھ ساتھ شکلیں بنا کر دیے اور قوس و دھیرہ کے درجے سے طریقہ سمجھایا گیا ہے۔ ان میں بھی تھوڑے سا فرق ہے جیسے بجائے ناپے کے دپے اور بجائے پدے کے پودا۔ حاکم جو حسب ذیل عبارت۔ صفحہ 13 پر درج ہے۔

'اس طریقہ میں بھی صرف جریب اور وسٹ دپے کے واسطے کام ہو سکتا ہے۔ جو مشور

جو کہ حال حاضر میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قسم کی مٹی میں ڈھالیں دے کھودائی کے ذریعہ قاعدہ ہوتا ہے عمود مغرب کی بڑی دسے کی سڑک میں جہاں کہ عمودوں 3000 فٹس گز تھی اور گہرائی زیادہ وہاں اس کی اطراف عمود کھودائی میں گہرائی میں زیادہ کھڑا حال ہوتا ہے۔ ایک جگہ کھودائی میں جہاں کہ گہرائی 350 فٹ تھی وہاں اس کی سدا کی کا قاعدہ نقطہ ایک تہائی اور عمود ایک قرار دیا گیا ہے جس میں اوپر کی تہہ ہریا مٹی کی نیچے کی تہہ سے بہتر تھی۔ و حاکم غرضی کا تہہ وار مٹی میں تنا مختلف ہوتا ہے مٹی کتنی تو قاعدہ ردو اور عمود ایک در کتنی قاعدہ 35 در عمود ایک قرار دیتے ہیں۔

صفحہ 23 پر سلسلہ 24 کی عبارت یہ ہے

دیو روں پر پشت پر مٹی اس طرح پائی جائے کہ مٹی کو پورے طرف سے تھوپیں اس کے احوال یا قوس و ر۔ مٹی کا کہ جب مٹی پھسل جاوے تو پوچھو اور مٹی کا پورا پورا ہے۔

کتاب کے آخر میں چھ نقشے بھی وضاحت کے لئے دیئے گئے ہیں۔ ہر حال یہ کتاب انجینئرنگ کے طالب علموں کے لئے بے حد مفید ہے۔

رسالہ در بیان واضح تیل لگانے سڑکوں اور ٹھہروں کے ختم دار

یہ کتاب لاہور میں سٹیشن سول انجینئر لاہور نے



ڈائجسٹ

خزاں برس کی ہوتی ہے سناپ کو جب اسی نے ہا جاتا ہے کہ وہ طویل العمر ہوتا ہے۔

اس کتاب میں بہت سی ایسی دواکیں بتائی گئی ہیں جو سناپ کے جسم سے اس کی چربی وغیرہ سے تیار ہوتی ہیں اور جو کئی امراض کے لئے مفید ہوتی ہیں۔

سناپ کے ربر کے تارے کے نئے کتاب کی مرئی فصل میں چند منتر دراصل بھی رہ گئے ہیں۔

اس کتاب میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل سناپوں کے حالات میں۔ دوسری فصل معانات میں اور تیسری فصل میں حفاظت ہیں۔

(کتاب خزانہ ترقی روپورڈ رچی۔ مسرد عدد 1948)
(باقی صفحہ ۱)

تربیتی مضمون

مولف محمد شعیب الدین احمد سوزان، سندھ ٹیلیف 1873ء۔
تفصیل 6x9 صفحات 72

اس رسالے میں مختلف سانچوں کے ربر کا علاج بتایا گیا ہے۔ مختلف ربروں کے اقسام، سانچوں کے نام اور مختلف حلقہ کے سانچوں کی تصاویر اس کتاب میں دی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ ان میں سے کبھی سانچوں کا ربر کاٹنے سے چڑھتا ہے اور بعض سانچے ربر ہو جاتے ہیں کہ گران کی نظر کسی جانور پر پڑ جائے تو وہ مسموم ہو جاتا ہے اور بعض سانچے ایسے بھی ہیں کہ ان کا ربر صرف کھس اور پھنکار سے چڑھ جاتا ہے۔

یہ کتاب 1913ء تک تھو نہ چھپ چکی ہے، مخصوص اشاعت ادارے پیش نظر ہے جو ماہ اکتوبر 1913ء میں باہتمام ڈاکٹر مسویر لال بھارگوپر سنٹرل مطبع مشی بوس کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔

اس کتاب میں مختلف سانچوں کے نام دیے گئے ہیں۔ ان میں سے یہ سانچہ جو بلاڈ ٹرک میں ہوتا ہے۔ ایک سارے اس سانچہ کو فیڑے سے ہار تھا لیکن سوار اور گھوڑا دونوں مر گئے۔

ایک سانچہ ڈوڑھیں بہت تیز ہوتا ہے۔ اہام لڑہری نے بیان کیا ہے کہ اس کے ربر کے اثر سے حاملہ عورت فاصلہ گر جاتا ہے۔ بلکہ دیکھئے سے ترقی کر جاتا ہے۔ ایک اور سانچہ جس کا نام ناظر ہے اور یہ نظر سے ہی کام تمام کر دیتا ہے۔ یہ اور سانچہ ایسا ہے جس کی آواز سے آدمی مر جاتا ہے۔

اس کتاب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عام طور پر سانچہ کی عمر

اردو دنیا کا ایک منفرد رسالہ

ماہنامہ اردو بک ریویو

اہم معلومات

1. اس ماہنامہ شائع ہونے والے تمام مضامین کی تصاویر، عکس اور طرہ و طرز سے مزین ہوں گے اور جیسے کتابیں کامیاب ہوں گے۔
2. اس رسالے میں New Arrivals نامی ایک رولر ہونے والی چیز بھی شامل ہے جس میں تمام نئی کتابوں کی تفصیلات اور قیمتیں درج ہوں گی۔
3. اس رسالے میں Online Book Review نامی ایک سہولت بھی ہے جس سے آپ اپنے دوستوں کو کتابوں کی تعریف کر سکتے ہیں۔
4. اس رسالے میں 88 صفحات ہوں گے۔
5. اس رسالے میں 120 صفحات (عام) اور 100 صفحات (تخصصی) ہوں گے۔
6. اس رسالے میں 80 صفحات ہوں گے۔
7. اس رسالے میں 100 صفحات ہوں گے۔
8. اس رسالے میں 100 صفحات ہوں گے۔

URDU BOOK REVIEW Monthly
7/5 (Basement) New Koton Hotel, Balasore House,
Darya Gang, New Delhi-110006, Ph: 011-22288347, 011-22288348
Email: urdubookreview@gmail.com Website: www.urdubookreview.com



اوزون کی بربادی

فن: بھارت سے 1000 ٹن فن او۔ جیکس سے 3000 ٹن فن کا اخراج ہوتا ہے اس کے عالمی طور پر اخراج میں تحقیق پروردہ یا جاوید ہے تاکہ فن 2030 تک HFC پر بھی انحصار ختم کیا جائے۔ فی الوقت HFC سے سب سے زیادہ جی 79% برقی چاتی ہے

ان کی جگہ Propane sobulane Hydro Fluorocarbon (HFO) کا استعمال بڑھ گیا ہے اور ایئر پال کے معاہدہ میں قومی عام کو تخفیف کا مشورہ دیا گیا ہے تاکہ موجودہ

درجہ 7 رت 2 تک کم کیا جائے۔ بہر حال اور اس کی، باہمی ایک ہم مسئلہ ہے جس سے مافوں و خطر ت، غل ہو سکتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ۱۲ سے طبع و کئی قدم اٹھانے ہیں جیسے HFC کی جگہ قدرتی ماحول کے ترمیم کردہ فن کو کھول کر چائے نکالتے کے ایک نوکم سے کم کیا جائے یہ اور اس کو نقصان پہنچا ہے وہی غیر قانونی

گھروں میں چائے پانے والے ریفریجیٹر، کاروں، اور گھروں کو ٹھنڈک پہنچانے والے کولنگ سسٹم ترمیم کردہ فن (Chillers) اور اس کے واسطے ٹرکوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے سپلائی کیے جانے والے کولروفلوروکاربن (CFC) کا

استعمال ہوتا ہے بلکہ اب وائٹروفلوروکاربن (HFC) سے ان کی جگہ لے لی ہے مگر سب سے پہلے چاہیے کہ HFC بھی آلودگی میں اضافے کا سبب بنتے ہیں اور ان سے عالمی حدت میں اضافہ ہو رہا ہے اس کے سبب ان کی

جگہ قدرتی گیٹوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ کچے کا مقصد یہ ہے کہ اور ان کی برادری کے سبب عالمی گرمیٹ میں اضافہ ہوتا ہے اس نے سمندر پہنچانے والے مادوں پر مسلسل کام چلا رہا ہے اور دنیا کے ماحول سے نئے نئے ماحول بنائے جاتے ہیں۔ دنیا کے چند ممالک اخراج میں کالی "گے ہیں۔ جیسے امریکہ سے 776 ٹن





ڈائجسٹ

کمیشن کی رائے میں 41% قدرتی علاقے کے 90% علاقہ تحفظ یا جانا چاہئے جس کے سبب درختوں کی کٹائی پر پابندی لگا کر پرباندی واسان آبادی کے سبب سببیت کی طرف سے بھی بڑھتی ہوئی کی حفاظت وغیرہ پر درودیا گیا۔ کئی ریاستوں سے سبب تیار پر اعتراف کئے۔ خاص طور پر کیرلہ کے سبب سببیت کی حفاظت کی ہے جب کہ کمیشن نے اس کے بڑے حصے کو Ecological Sensitive Area (ESA) میں رکھا ہے جہاں وزارت جنگلات کا چارٹ نامہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے مختلف سرورسز کا سبب پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے جیسے کان کی پر قدرتی وسائل خاص طور پر سبب کی چوری کی مدت، کوئی پھیلانے والے کارخانوں پر پابندی وغیرہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ بہر حال ماحولیاتی اعتبار سے مقررہ گھاٹ کا پور علاقہ بڑا اہم ہے۔ یہاں کی قدرتی اشیاء اور ماحول کی حفاظت کی جان چاہئے۔

پارہ۔ ایک ذہنی انسان کی صحت کے لئے

چاندی کی طرح سفید چمکدار روکھت جو کہ اپنی اس صفت کے سبب کہ یہ کسی برقیاتی اندرونی دھاروں سے نہیں چمکتی اور مختلف طبی حالات خصوصاً ہائپر تینشن BP اپنے آپ کے لئے دیکھو میں عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ سبب تو ان سے خصوصی سبب بھی بنائے جاتے ہیں جو کچل کی غرضت سے باعث عوام میں بڑے مقبول ہیں

جب پتہ چلا ہے کہ یہ پارہ انسان میں مختلف بیماریوں خصوصاً

فریڈرور رائج پابندی عاید کی جائے۔ اسی ضمن میں بجلی کے استعمال میں بہتری لائی جائے جیسے Star Rating کی ترغیب دی جائے تاکہ لوگ فرقہ بے سی وغیرہ میں کم سے کم بجلی کا استعمال کر سکیں۔ عادی حرارت کو بڑھانے میں امونیا سے 1000 گنا زیادہ HFC کاربن دیوں سبب پتہ چلا ہے کہ یہ بھی کوئی پھیلانے والے قدرتی ماحول جیسے Propane sobutane وغیرہ کے استعمال کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ بھارت جیسے ملک کو برقی کے منصوبوں پر عمل کرنا ہے اور ماحولیاتی کی حفاظت بھی کرنی ہے اور ان میں توازن پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

مغربی گھاٹ اور ماحولیاتی

ہمارے ملک میں مغربی گھاٹ ایک اہم علاقہ ہے جو 164000 مربع کلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے اور اس میں گجرات تا تامل ناڈو کے کئی اضلاع آتے ہیں۔ اسے دنیا کا "شہیں سرکار" حیاتی تنوع کا مرکز قرار دیا گیا ہے بلکہ UNESCO نے اسے World Heritage قرار دے کر اس کے تحفظ کی طرف دھیان دیا ہے خود بھارت نے اس کی حیاتیاتی تنوع کو تسلیم کرتے ہوئے مکتوری رنگین کمیشن تشکیل دیا جس کے رے یہاں کے حیاتی تنوع و دروپیش مسائل کا مطالعہ نیز انہیں دور کرنے کے لئے مشورے (تعارفات) پیش کرنا ہے۔ مکتوری رنگین کمیشن سے تفصیل سے یہاں کا مطالعہ کر کے مغربی گھاٹ کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ مزید اس کمیشن نے قدرتی وسائل پر مشتمل علاقے کو 41% حصے علاقے میں شامل کیا جو قدرتی چوروں پر مشتمل ہے۔ نیز 59% علاقے کو نباتی آبادی کی بنا پر مختلف قرار دیا ہے



حالیہ انکشافات و ایجادات

گوگل نے نئی ٹیکنالوجی پر کام شروع کر دیا

اسپ ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۱ء تک جس جب ۲۰ اور ہمارے گھڑوں کو چھوے بغیر بہت آسانی سے ہوا میں شاروں کے ذریعہ کنٹرول کیا جائے گا کیوں کہ گوگل نے ایپ سے مصوبے پر کام شروع کر دیا جس کے تحت نیچے اسکرین درمیوں کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس میں ہاتھ لگائے بغیر ہی سمارٹ فون کو چلانے ممکن ہوگا۔ دوسری سے نیچے فون کا مستقل قراورہ سے رہے ہیں۔ سون نامی اس اپ جیت میں تیار کئے جائے اسے ان سمارٹ فون میں ایک خاص درجہ کی کار کیا جائے گا جس کے ذریعے ہاتھوں اور انگلیوں کی حرکات سے سمارٹ فون کے تمام محاورے پر کام کرنا ممکن ہوگا یہ ٹیکنالوجی سمارٹ واچ اور دیگر آلات چلانے میں مددگار ہوگی جس کے نیچے دھپے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس اپ جیت پر کام کرنے والی ٹیم کے مطابق یہ ٹیکنالوجی سمارٹ فون کے نیچے محاورے مستقل ثابت ہوتے ہوئے اس

کی جگہ استعمال ہونے لگی کی ویلہ اس میں تیار کیا جا رہا ہے۔ گوگل میں کام کرنے والے ایک ماہر نے بتایا کہ کھپتی سے اس کے سے مائیکرو چپ پر مبنی 60 کیلکولر کا ایک ماڈل بنایا ہے جو خاص ہروں و حار کے ہاتھوں اور انگلیوں کی معمولی حرکات کو بھی لوٹ کرتا ہے اور اسے ٹیٹراٹک نظام تک پہنچاتا ہے تاکہ چھوٹے سمارٹ آلات و کنٹرول کیا جاسکے۔ اس سسٹم میں جس ماڈل نظام کو مودیا گیا ہے وہ عام حالات میں ایک جوتے کے ذریعے چٹا ہو گیا ہے بہت چھوٹا ہے سمارٹ فون سے بقدر جگہ میں سمیٹا گیا ہے۔





پیش رفت



موڈ کے آر پار ٹریک کو دیکھنے کے لئے گاڑیوں میں نئی ٹیکنالوجی

گاڑیوں میں آئے دن نئی ٹیکنالوجی اور سہولت متعارف کرائے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ تازہ ترین ایچ ایک جرمین کار ساز ادارے کی سہ جس نے گاڑی میں اسپید ویو (Spit View) کیمرہ ٹیکنالوجی متعارف کرائی ہے جس کی مدد سے ڈرائیور کسی بھی موڈ پر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں ہائیں سے آنے والی ٹریفک کو بھی ٹیڈے گا۔ گرس میں لگے کیمرے کو بٹنی دھت کرنے سے ڈرائیور موڈ کے طرف سے آنے والی ٹریفک کو سامنے لگی اسکرین پر دیکھ سکے گا۔ ماہرین کے مطابق اس ٹیکنالوجی سے ٹریفک حادثات میں خاطر خواہ کمی آئے گی۔

دائیں پسے کی سہولت فراہم کرے گا جب سب کی سہولت کے بعد سینڈ کاٹن رہا کر اس کو مطلوبہ شخص کی طرف روانہ کر دیں گے تو سب کی سکرین کے بالکل اوپر یہ سینڈ جن ٹیڈے گا نظر کا شروع ہو جائے گا جو سب کو 10 سے 30 سیکنڈ کا وقت دے گا جس میں اس کی سہولت کو ہٹانے یا نہ ہٹانے کا فیصلہ کر لیں گے لیکن پھر یہ کہ یہ انتہائی مختصر مدت ختم ہوتی ہے سب کے پاس کی سہولت کے ساتھ ساتھ سب کے پاس کوگل کاٹن سے ٹکشن سے متعلق کہا ہے کہ کئی میل کے ریس میں 'ٹروٹن' (Lande Button) کا اضافہ کر دیا گیا ہے یہ ٹرن کی سہولت کو سہولت فراہم کرے گا کہ وہ اپنا وہ جہیل ہونے پر اپنی ارسال کردہ کی سہولت فراہم کر رہے ہیں چھ جہیل سب پر بھی کی سہولت سے مستفاد میں لایا جاسکتا ہے

جلد بازی میں ارسال کردہ ایمیل واپس نہ آ سکتی

اکثر لوگ جلد بازی میں یا پھر جلد ہی کی روشنی کی سہولت کے ریسے کسی کا پیغام کسی کو بھیج دیتے ہیں جس کے بعد ہوا بھی سچے ہیں کہ کاش یہ کون آپشن یا طریقہ ہوتا جس سے ریسے کی پیغام کو واپس لایا جاسکتا لیکن سب سے سہولت میں پڑیں ہوئے کا وقت ختم ہو گیا ہے یہ غیر ملکی جرمن کار ساز کے مطابق کی سہولت نے سہولت نامی ٹرن کے نام سے یہ سہولت متعارف کر دیا ہے جو سب کو ایک شخص کی موت تک ایمیل



شور۔ ایک آلودگی

دماغ تک پہنچتی ہے اور تب دماغ آواز کو سمجھتا ہے۔ آواز ناپنے کے واسطے ہے۔ ایک ہرنس اور دوسرا ڈبکی ملے۔ ہرنس سائیکل لی سیکڑی کائی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ آواز کے دباؤ سے پیدا ہونے والی ہرنس کسی ایک نقطے سے ایک سیکڑی میں گنتی تعدد میں گزرتی ہیں جبکہ ڈبکی مل یکہ بتاتی اکاں ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آواز پیدا ہونے والے دباؤ کی مقدار یا بے بھی دو گنا یا دو گنا ہے اور یہی اکاں دیا بھر میں صوتی آلودگی کے ناپ کے واسطے ہے۔

صفر ڈبکی مل ساعت کامیاب مقرر یا گیا ہے۔ پچاس ڈبکی مل ایک آواز میں عام طور پر پریشاں کن نہیں ہوتیں بشرطیکہ وہ مسلسل نہ ہوں۔ لیکن اس سے زیادہ ڈبکی مل آواز میں صوتی آلودگی میں شامل ہوتی ہیں۔ 75 ڈبکی مل شور کو آواز ہے اور 140 ڈبکی مل پر تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

دیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں لوگ شور کے تئیں بہت حساس ہیں اور شور مرنے یا سننے سے چھٹے نئے کوٹیاں بنتے ہیں۔ سرکاری طور پر بھی ان کے یہاں قوانین ہیں جن پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے صوتی آلودگی کے نئے عالمی پیمانے کی بنیاد پر ایک

آواز 120 ساعت قدرتی آوازوں کی حد تک ہے جس کے بغیر یہ آواز شاید بے حد مشکل درجے کی ہوتی۔ لیکن جب آواز جتنی سخت ہو کہ مقررہ حد سے تجاوز کرے اور شور میں تبدیل ہو جائے تو صوتی آلودگی بن جاتی ہے۔ آج کے اس مشینی دور میں صوتی آلودگی ہمارے دماغ کی ایک مہلک شامت بن چکی ہے اور یہ بھر میں اسے نہ مرنے یا اس سے بچنے کی صرف تدابیر ہو رہی ہیں بلکہ اس کے تدارک کے لیے تو میں بھی وضع کئے جا رہے ہیں۔

آواز خواہ کی وجہ سے پیدا ہو یا اپنے طواف میں پھیلے فضائی آواز پر دباؤ ڈالتی ہے جس سے وہ متحرک ہو جاتے ہیں اور آواز ہروں کی شکل میں پھیلنے لگتی ہے۔ یہ بالکل ہی طرح ہوتا ہے جیسے پانی میں ٹکڑی چھیننے سے ہر طرف پھیل جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ کان کے پردے سے غلہ کا رقصا پیدا ہوتی ہیں جو تھیں چھوٹی چھوٹی ماریوں کے درجے کان کے گرد ہی جیسے میں منتقل ہو جاتا ہے اس کے اثر سے وہاں موجود مخصوص عصبوں سے جیسے جیسے ہال جو ایک رقیق 12 سے 14 ہے جتنے ہیں بالکل اس طرح متحرک ہو جاتے ہیں جیسے سمندری مچھلی پانی میں ہروں سے متحرک ہوتی ہے۔ اس سے حرکت برتی ہروں میں تبدیل ہو جاتی ہوں سمجھتی ہوں کے درجے ہمارے



سائنس کے شماروں سے

کے ایک حادثے سے ہوئی جس میں ایک شخص کے ہاتھوں شور کرنے سے ایک بچے کا قتل ہو گیا تھا۔ عدالت سے مجرم سردار کی کیونکہ اس شخص نے اپنی سفاکی میں لاپرواہی کر دی تھی کہ وہ راستہ کوڑیوں کے بعد سونا چاہتا تھا۔ لیکن شوک دہرے وہاں کہ نہ سفاکی دہرے اس کا خصالی کاؤ انکار دہرے ہو گیا کہ بے راہی طور پر اس سے یہ خطا سرزد ہو گئی

اس نے، خلاف اپنا حق کا یہ رہ بیٹھے۔ ہمارے نزدیک بچوں کا شور بہت معمولی بات ہے، اہم تو شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے دوران رات رات بھر لاؤ آؤٹنگز سے ہونے والے شگاموں کو بھی آسانی سے برداشت کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ آوازیں مسجد یا مندر سے آ رہی ہوں یا کسی دشمال جاگرن کی ہوں تو کہنا ہی کیا، ابھی تو روحانی آفریت کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ یہ صوتی آلودگی ہماری صحت کے لئے بے حد مضر ہے اور اگر اس پر بروقت قابو پانے کی کوشش نہ کی جاتی تو نتائج ہلکا کن ہو سکتے ہیں۔ صوتی آلودگی سے بھرے مکان سے حضرت تو یہی کہیں ساتھ ہی اخصالی پیاریاں، غصہ، دہران خون کی شکایت اور ذہن کی بیماریاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔

صوتی مہرین سے تجربات کے وسیع مختلف قوت کے شور کو برداشت کرنے کی حدود قائم کی ہیں مثال کے طور پر 90 ڈیسی بل کا شور جو ذہنی ٹریفک سے پیدا ہوتا ہے ایک دن میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ برداشت نہیں کرنا چاہیے۔ یہی طرح 100 ڈیسی بل کے شور کے لئے دو گھنٹے اور 115 ڈیسی بل کے لئے صرف پندرہ گھنٹے کی اجازت ہے۔ اس حد کا خیال نہ رکھا جائے تو یقیناً اس کے مضر اثرات مرتب ہوں گے۔

ہمارے ملک میں 1981 کے پریشننگ پلانٹ کنٹرول ایکٹ کے تحت صوتی آلودگی پھیلاؤ کا قانون نافذ ہے لیکن بد قسمتی سے زیادہ تر ملک سے نظر انداز ہے۔ سچے میں پندرہ سو کے ہلکا کن ساؤنڈ سے

پوری طرح باخبر نہیں ہیں۔ سینٹرل پالیٹیشن کنٹرول بورڈ کی 1992 کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام میٹروپولیٹن شہروں میں صوتی آلودگی آتشیں ناک حد تک بڑھی ہوئی ہے جس پر فوری توجہ درکار ہے۔ بورڈ کی سفارشات کے تحت صنعتی علاقوں میں شور 75 ڈیسی بل، انڈسٹریل علاقوں میں 65 رہائشی علاقوں میں 55 اور پارکوں علاقوں جیسے اسپتالوں، تعلیمی اداروں کے اطراف میں 50 ڈیسی بل سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے لیکن بورڈ وچراغدار و شمار حاصل ہونے پر اس سے بچتا ہے کہ صوتی آلودگی تمام شہروں میں ان حدود سے تجاوز نہ ہو۔ یہ مثال کے طور پر دہلی کے رہائشی علاقوں میں دن کے وقت زیادہ سے زیادہ 85 اور کم رکنم 59 ڈیسی بل شور رہتا ہے۔ صنعتی علاقوں میں یہ 70 سے 87 ڈیسی بل تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ اسپتالوں کے اطراف میں بھی صوتی آلودگی 60 سے 70 ڈیسی بل تک پہنچاؤں گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دہلی کے اسپتال جیسے علاقوں میں واقع ہیں جہاں سڑکوں پر ٹریفک کی زیادتی ہے

کلکتہ پالیٹیشن کنٹرول بورڈ کے مطابق وہاں کے زیادہ تر علاقوں میں دن کے وقت 94 ڈیسی بل صوتی آلودگی ریکارڈ کی گئی ہے جو رات کے وقت بھی 75 سے 86 ڈیسی بل سے کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح تامل ناڈو پالیٹیشن کنٹرول بورڈ نے جو اعداد و شمار کھینچے ہیں ان کے تحت صوتی آلودگی 52.7 ڈیسی بل سے 119.4 ڈیسی بل ریکارڈ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ممبئی، بنگلور، کانپور، حیدرآباد اور بھوپال کی حالت بھی زیادہ تسلی بخش نہیں ہے۔

شہروں میں اس بڑھتی ہوئی صوتی آلودگی کا خاص سبب سڑکوں پر ٹریفک کی روانی بتائی جاتی ہے۔ اس امر کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ دہلی کے رہائشی علاقوں میں دن کے وقت سب سے زیادہ صوتی آلودگی عفرین سڑک کاؤٹی میں ریکارڈ کی گئی ہے جو 83 ڈیسی بل ہے۔ یہ کالونی مقننہ روڈ کے کنارے واقع ہے جہاں



سانسوں کے نشاواروں سے

بھی ہوئیں کہ تاثر رب نہ ہر شہر کی زمین و مرداری سے جس کے تپیں غفلت پر تباہی جاہ کن ہو سکتا ہے۔

وردی ٹریفک کی یاد ہے۔ سب سے کم 59 ڈی بی کی آلودگی گریٹر کیلاش میں ریکارڈ ہوئی ہے جس کی وجہ اس علاقے کا بڑے ٹریفک سے قدرے محفوظ ہونا ہے۔ بہر حال صوبائی آلودگی کا ریج جو

شور

ہمارے شہر کی زندگی میں کتنا شور ہے اور اس کا ہمارے اوپر کیا اثر پڑتا ہے آئیے دیکھیں شور کا آواز کتنا ہے ڈی بی (Decibel) ہے

| انسان پر اثر | ڈی بی | شور کی قسم |
|------------------------------------|-------|------------------------------------|
| سالی ۲۰ اعتبار یہاں سے شروع ہوا ہے | 10 | مطر |
| کھلے گھر | 20 | پیرچ، لیڈی کار کا کارڈنگ سٹوڈیو |
| | 30 | پیرامیٹریک ہاسٹل سرد |
| | 40 | ایک سرگرمی سرد |
| تقریباً گھر | 50 | ایک سڑک کے کنارے |
| | 60 | کار میں ٹریفک، کچھ دھڑکنے |
| | 70 | بلکا، ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بہت زیادہ دھڑکنے، کچھ دھڑکنے | 80 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| | 90 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | 100 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | 110 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| | 120 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | 130 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |
| بلا شور | 140 | ٹریفک، کچھ دھڑکنے، کچھ کاروں |



سائنس کے شماروں سے

صوتی آلودگی خواہ صنعتی علاقوں میں ہو یا کھیتوں اور باغیچوں پر یا پھر پستانوں کے اطراف یا گھروں کے اندر اس سے محفوظ رہنے کے لئے مینا طریقے بنائے جاسکتے ہیں۔ اول تو شور کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کی جائے دوسرے اس کے رستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں اور تیسرے خود متاثر لوگوں کو شور سے بچایا جائے۔

رہائشی علاقوں میں ایسی رکاوٹیں قائم کی جانا چاہئیں جس سے بڑا ٹریفک اندر نہ جاسکے چھوٹی گاڑیوں کے لئے بھی عریض ہونا چاہئے کہ ان کی آواز مقررہ حدود سے تجاوز نہ کر پائے۔ بغیر ضرورت ہارن بجائے پر پابندی ضروری ہے مکانات کا ڈیرہ آگیا ہونا چاہئے کہ وہ ہانگی کمرے مراکز کے قریب نہ ہوں۔ گھروں میں جتنے پودے زیادہ ہونے چاہئیں پانچھوٹے پائری جیسے میں درختوں یا بیوں کی بازو۔ شور کے لئے رکاوٹ کا کام کر سکتی ہے۔ ان علاقوں میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو نہ صرف حد ضروری ہے اور تباہی کے بعد تو اس پر مطلق پابندی ہونی چاہئے۔ گھروں کے اندر ریڈیو یا ٹیلی ویژن کی آواز بھی تکی ہونی چاہئے کہ بڑی متاثرہ ہوں گھر جو استعمال کے مختلف ٹیکس خریدتے وقت بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ زیادہ شور پیدا نہ کرے ورنہ ان رہائشی علاقے تجارتی علاقوں سے الگ بنائے جانے چاہئیں۔

تجارتی علاقوں میں ٹریفک کا نظام بہتر کرنا بہت ضروری ہے تاکہ کسی ایک جگہ شور یا دودھ نہ ہو۔ کامیوں کے لئے واضح چارہایت جاری کرنا چاہئے تاکہ ان کی آواز مقررہ حدود کے اندر رہے۔ ان میں بلیو وغیرہ کا استعمال ممنوع ہونا چاہئے۔ دکانداروں کو لاؤڈ اسپیکر سے اشہرہ دہری کی ممانعت ہونی چاہئے۔ جن دکانداروں کے پاس جرنلر ہوں انہیں بدایت کی جانی چاہئے کہ وہ انہیں اس طرح ڈھانک کر رکھیں کہ شور پیدا نہ ہو۔ ان علاقوں میں بھی ہارن بجانے پر

پابندی ضروری ہے

جہاں تک اسپتالوں یا تعلیمی اداروں کا سوال ہے وہاں تو یہ ہے ایک یہ عمل پابندی ہونی چاہئے۔ دوسری گاڑیوں کی آمدورفت کا انتظام بھی تیار کیا جانا چاہئے کہ کسی بھی جگہ رش نہ ہو سکے۔ شور کرنے والی کوئی بھی گاڑی اندر نہ جائے پائے اور ہارن بھی نہ بجایا جائے۔ اسپتالوں اور تعلیمی اداروں کے اطراف پکڑ پکڑی ضروری ہے اور ساتھ ہی گر درختوں کی بازو لگادی جائے تو شور کے لئے مزید رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔

صحتی علاقوں میں کارخانوں کے مکانوں کو واضح چارہایت جاری کرن چاہئیں کہ وہ صرف سی مشینوں کا استعمال کریں۔ جو شور کرتی ہوں۔ شور کی صورت میں انہیں ڈھانک کر رکھا جائے تاکہ شور پھیل نہ جائے۔ کارخانوں کے کارکنان کو مقررہ مدت سے زیادہ شور کے مہیاں رتے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ہر کارخانے کے شوروتا پے کے بعد پھر حد مقرر ہو سکتی ہیں۔

ہائی وے پر عام طور سے بھاری ٹریفک بہت تیز رفتار سے چلتا ہے جس سے صوتی آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ شہروں سے گزرنے والے حصوں کی سطح کو اونچا کر کے شور کو بڑی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ریو اور فیویر یا درختوں کی بازو بھی مفید ہو سکتی ہے۔

ہمارے ملک میں صوتی آلودگی کی روک تھام کے لئے قانون موجود ہے تاہم جب تک عوامی بیداری پیدا نہیں ہوتی اس سے خاطر خواہ ناکد حاصل ہوتا دشوار ہے۔ اس سلسلے میں مقامی تنظیمیں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں جیسا کہ ایک رپورٹ کے مطابق ہمدان میں گاڑیوں کے ہارن پر لگا پودے میں بڑی حد تک وہاں کی کنزیوہر "گنار" لٹکایا ہوتا ہے۔ اگر عوام صوتی آلودگی کے ہلکے نتائج سے پرہیز طرح دیکھیں اور گورنمنٹ کی سطح پر رہائشی تجارتی اور صنعتی علاقوں کی سطح پلاننگ کی جائے اور ٹریفک کے نظام میں مناسب تبدیلیاں پیدا کی جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم صوتی آلودگی سے کامیابی کے ساتھ ٹھیکہ ڈاکہ نہ ہو سکیں۔



میراث

دنیاۓ اسلام میں سائنس و طب کا عروج (قسط ۱۵) (دنیاۓ اسلام میں سائنس و طب کی تخلیق)

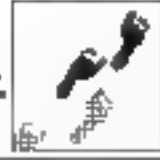
طبیعت کا دروازہ کھانی دے گا

یہ بے عہد قدیم سے عہد حاضر (بیسویں صدی کے اختتام) تک کی طب کا ایک جمالی جائزہ۔ اب ہم اس امر کا چارہ پیش ہے کی کوشش کریں گے کہ طب کے اس چمک چر رسالہ سفر کے وزن طب سے اسلام نے اپنے پانچ سو سالہ عہد عروج میں کامیابی کے کتنے پرچم برائے۔ یہ الفاظ دیکھ کر اطمینان اسلام نے طب میں کوئی خدمات انجام دیں ہوتیں تو جہ پر طب کس مقام سے اپنے عرفا آئیں کرتی در اس وقت وہ کہاں تک پہنچا پتی

اطمینان، اسلام

ہوئے اسلام کے بارے میں معلومات کے قدیم ۱۱
مستند راجع ہیں
۱۔ اہمیت
مصدر ابن جریر

جینیات (Genetics) کی جدید دریافتوں سے سالانہ یہ حقیقت منکشف کر کے سے بہت ان کی ترقی ہے نہ بہت کی بیماریاں جینی ہوتی ہیں۔ جینی بیماری کا مطلب لا علاج بیماری ہے یوں کہ وہ انسان کی ممکن ماحول کی طرف سے لاحق ہوں۔ مثلاً سیکل کی ایک قسم جو Sickle Cell Anaemia کہلاتی ہے، ہیموفیلیا (Haemophilia) جلد کی پیدائشی عیوبی (Leukoderma) - عضلاتی ہوسیرگی (Muscular Dystrophy) جلدی سرطان اور پارالائسی بیماری وغیرہ درملک طور پر دیکھیں اور مراض قلب، میمر، جینیاتی مراض سے علاج سے امکانات کے بارے میں لی جوت کچھ پیش کیا جا سکتا تاہم طبیہ میدان میں کہ آئے، لے وقتوں میں کبھی نہ کبھی ان مراض پر قابو پانے میں بھی کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ وہ وقت آجائے کے بعد سان جب آج سے دور ساطرف پٹے روکھے گا تو آج کا دور سے طب کی



- 2۔ عیوان الہامی طبقات العلماء مصنفہ ابن ابی اصیحو
- 3۔ تاریخ الخلفاء مصنفہ ابن قسطلی

المست میں 377ھ / 987ء تک کے طب کے حالات ہیں اور طبقات اطباء میں 643ھ / 1245ء تک کے طب کے تاریخ الخلفاء بھی اسی صدی میں تصنیف ہوئی مگر وہ طبقات طب کے مقابلے میں بہت فروتر ہے۔

طبقات طب جو اردو میں ترجمہ ہونے کے بعد دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے 210 + 222 = 432 طب کے حالات زندگی اور خدمات کا احاطہ کرتی ہے۔ ان میں سے کم سے کم ایک تہائی غیر مسلم ہیں۔ یہ اطباء یونانی، عیسائی، یہودی اور ہندی ہیں۔ مسلم طب کی تعداد دو تہائی کے لگ بھگ ہے۔

طب کے یورپی مورخین نے طبائے اسلام کی تاریخ نویسی میں ان کی تینوں مآخذوں پر انحصار کیا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی تیرہویں صدی تک ان کے بارے میں ان تینوں مآخذوں پر انحصار کیا ہے۔ بعد کے طبائے اسلام کے بارے میں کوئی جامع کتاب نہیں ہے۔ ان کے بارے میں معلومات منتشر حالت میں ہیں مگر گزشتہ چند برسوں میں طبائے اسلام کے قلمی نسخوں کی بڑھتی ہوئی تعداد جو مسلم ملک کے کچھ قلمی اداروں کی طرف سے شائع ہوئی ہے انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب طبائے اسلام کی تاریخ ان کی دنیا پر مرتب کی جائے گی تو وہ مذکورہ بالا تینوں مآخذوں کے مقابلے میں بہت زیادہ وسیع و جنیم ہوگی۔ ان میں سے طبائے اسلام اور ان کی طبی خدمات کے بارے میں جو معلومات منظر عام پر آئیں گی وہ عجیب نہیں کہ دستیاب معلومات سے زیادہ وسیع ہوں۔ گزشتہ برسوں میں ایک نیکلاگ تری

سے شائع ہوا ہے۔ دوسرا ہندوستان سے تیسرا کیمبریا، اور چوتھا نیکو سے۔ اس میں کل سات کتابیں ہزار (31000) قلمی نسخوں کی کاپیاں یا گنیا ہے۔ جو قلمی نسخے کی ناک و نال ہو رہی ہیں وہ تعداد میں ان سے کی گنا زیادہ ہیں۔

قدیم ترین اور صاحب تصنیف طبائے اسلام میں سب سے زیادہ قدیم اور ممتاز اسامہ بن قنوب الکندی (پ 801ء) اور ابن ربیع طبری (پ 810ء) کے ہیں۔ تیسری صدی ہجری انویں صدی عیسویں سے آٹھویں صدی ہجری اچودھویں صدی عیسوی تک طبائے اسلام بڑی تعداد میں پیدا ہوئے۔ پھر ان کی تعداد کم ہونے لگی۔ اس کی وجہ بہت واضح ہے۔ دنیائے اسلام میں سائنس اور طب کا زوال شروع ہوا اور دین کے یورپ میں جدید طب المعروف جدید طبی نے جنم لیا اور تیز رفتار ترقی کی۔

دنیائے اسلام کے نامور اطباء اور ان کی طبی خدمات

طب کی تاریخ و حقیقت طب کے وجود اور ان کے کارناموں سے مرتب ہوتی ہے۔ ان دونوں باتوں میں عالم اسلام دیگر تمام اہم عصر ملکوں پر کافی نظر آتا ہے۔ طبائے حقیقی بڑی تعداد میں پانچ صدیوں تک دنیائے اسلام میں پیدا ہوتے رہے اور حقیقی وسیع خدمات ان دونوں نے انجام دیں ان کی نظیریں عصر یا میں نظر نہیں آتیں۔ دیگر ملکوں میں سے صرف یورپ، چین، جاپان، ہندوستان اور دنیا سے یہود میں طبی تحقیق جاری تھی۔ ان اقوام کی طبی سرگرمیوں کے بارے میں حتیٰ معلومات دستیاب ہو چکی ہیں کہ ان کی سرگرمیوں کے معیار اور مقدار کے بارے میں کافی صحیح اندازے قائم کئے جاسکتے ہیں اور وہ اندازے یہ ہیں کہ ان ملکوں کی طبی سرگرمیاں دنیا کے اسلام کے مقابلے میں بہت فروتر تھیں۔ ان ملکوں کے نامور اطباء دنیائے اسلام



حس کا جن میں تدریجاً کثرتِ صحت میں آچکا ہے۔ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ایک روزوں میں مبتلا ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان کے گھر پہنچ کر ان کے سینے پر ہاتھ بٹھا لی ان کی صحت یوں کے لئے دعا فرمائی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مدینہ کے مشہور صبا کی معالجہ عارض بن کھدو سے علاج کرانے کا مشورہ دیا۔ اس وقت سے اہل ایمان شفا یابی کے لئے بیک وقت ان دو تدابیر و اختیار کر کے لگے

آنحضرتؐ نے بھی بہت سے مریضوں میں دوایں تجویز کیں۔ ان کی تعداد تھی (80 کے لگ بھگ تھی)۔ متعدد طبیبانہ آنحضرتؐ تجویز کر رہے تھے۔ میں طب یونانی کے علاوہ عربی و فارسی میں ہیں۔ ان دو دواؤں سے بارے میں یہ ماننا زیادہ قریبِ عقل ہے کہ وہ عرب میں پہلے سے مستعمل تھیں، عقاید ان خوش گمانی کے کہ ان کا طبع بھی آنحضرتؐ کو ہمارے دور سے ہو تھا۔ جب علحدہ کی بھی یہی رہے ہے۔ اس لئے وہ طب یونانی کے نام سے موسوم اور یونانی و مستعمل کرنا شرعاً رتبہ نہیں بھگتا۔

جب سے آنحضرتؐ نے دوا کی مستعمل کرنے کا مشورہ دیا اس وقت سے مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے دوا میں تلاش کی جانے لگیں اور طب کے موضوع پر کتابیں تصنیف ہونے لگیں۔ اس موضوع پر اولین کتابوں میں بعضوب الکندہ کی قرطابین (Pharma Copoeia) اور ابو الحسن علی بن سہل ابن ربیع طبری (پ 810 م) کی کتاب فردوس الکھست (850 م) بہت قابلِ ذکر ہے۔

(باقی آئندہ)

کے، جب وہ بچے مشائخ کے لئے، یادہ سازگار پاتے تھے۔ اسی وجہ سے چند پیشاپور کے ممتاز دین طب جوہر حس (Jurjis)، بخت یشریح (Bukht Yishu) جبرئیل، عبداللہ بن جبرئیل اور صیب لہرائی دفیترہ سدی شہروں میں تکر متوطن ہو گئے۔ یہ صورت حال بجائے خدو طب میں دیائے اسلام کے تقویٰ کی ایک بڑی دلیل ہے۔ یہاں اپنی طبی سرگرمیاں جاری رکھنے کی انہیں مکمل آزادی حاصل تھی۔ انہیں دربارِ خلافت میں جگہ دی جاتی تھی۔ طب کے مسلمان اساتذہ سے وہ ان سے مسلمان شاگردوں کے ساتھ بڑی کے ساتھ بیحد رفقہ پاتے تھے۔ انہیں طب کی تعلیم دینے کی بھی اجازت تھی۔ چھائی اور یہودی اطباء کے ہم مسلمانوں کے ناموں سے اس قدر مشہور ہوتے تھے کہ آج بھی اس میں سے بہتوں نے دارے میں یہ جاننا مشکل رہتا ہے کہ یادہ مسلمان تھے یا عیسائی یہودیوں۔ مثلاً حقایق ابن سلیمان حقایق ابن ابراہیم، حبیب اللہ، شہید الدین، ابو سعید دجیرہ۔

عہد اسلامی میں طب کا آغاز عہدِ رسالت میں ہی ہو گیا تھا۔ ظہور اسلام سے قبل تک دنیا کے عرب میں علاج کا دار و دار بڑی حد تک جاو منتز اور ٹوٹے ٹوٹے پر تھا۔ دوا میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور مستعمل ہوتی تھیں مگر بیشتر دواؤں کی کوئی سامی نہ تھی۔ تاریخ طب کا ایک بہت معتبر جرمن مصنف منفرڈ ایمان (Manfred Alimann) اپنی تصنیف (1978) Siamic Medicine میں لکھتا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل کے عرب میں کچھ کے کالے کا علاج یہ تھا کہ مریض کو کسی شہر اوے یا بادشاہ کا خورنہ پلایا جائے (اس سے خائیا یہ مراد نہیں کہ انہیں قتل کر کے بلکہ ان سے ان کے حواس کا صیغہ حاصل کر کے)۔

آنحضرتؐ نے علاج معالجے کے لئے دعا اور دواؤں (دواؤں) تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس کی تائید ایک واقعے سے ہوتی ہے

پروٹان (Proton)

۴ جیسے جیسے زیادہ معلومات حاصل ہوتی گئیں تو یہ بات زیادہ اچھی طرح اُبل گئی کہ پروٹ کا نظریہ جلد تھا، مثلاً کلورین کا اٹم ہائیڈروجن کے اٹم سے سب سے زیادہ جتنی گنا زیادہ ہوتی تھا۔ اور اس وقت کیسے، اس کو یقین تھا کہ ہائیڈروجن کا کم از کم نصف اٹم ہر ایک میں ہو سکتا

تاہم جس کے بعد 1896ء میں چیمبرز اور ہاگسٹ کی

رود وسافنس باہتمامہ نئی دہلی



لائف سائنس

(Cellulose) رکھا گیا۔ موخرالذکر لفظ میں "se" والا "ose" کا لاحقہ شکر والا ہے۔ اس سے ملنے والے مرکبات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہ لاحقہ بالکل مناسب ہے کیونکہ میٹور سے مائیکس کا تیزاب کے ذریعے توڑ کر شکر کے مادہ مائیکس کو الگ کرنا جاسکتا ہے۔ تمام اصل غلیوں میں ایک چھوٹا کرہوں جسم ہوتا ہے جسے Nucleus (نیوکلیس) کہتے ہیں۔ یہ لفظ اصل میں لاطینی زبان کے ایک لفظ "nux" (گری) کی اسم تصغیر ہے اس لحاظ سے اس کے معنی "ایک چھوٹی سی گری" ہے۔

جاءنوں کے مدد غلیوں میں جو مادہ ہوتا ہے اسے Protoplasm کہتے ہیں یہ غلط سب سے پہلے جینے سوز کیا ہے ایک ماہر تعلیمات یوہانس ای پرکھرے (Johannes E Purkinje) 1840ء میں جانوروں کے حصے حصے میں (Embryos) میں موجود مادے کے لئے استعمال کیا۔ اصل میں یہ یونانی لفظ "Protos" (پروٹا) اور "Plasma" (سما) کے معنی (اصل ہوئی حالت) کا مجموعہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ وہ پہلی حالت تھی کہ جس میں جانور پیدا ہوا تھا۔ پھر 1846ء میں جرمن ماہر نباتات ہیوگو فون موہل (Hugo von Mohl) نے پہلی دفعہ اس لفظ کو غلیوں میں موجود مادے کے لئے استعمال کیا اور حقیقت میں یہی وہ پہلی حالت تھی کہ جس کے ساتھ میں کوئی جانور پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمام جاءنوں کی ابتدا ایک غلیے سے ہی ہوتی ہے۔

تج قل یہ لفظ متروک ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی جگہ یہ ہے کہ پروٹوپلازم کو ایک مادہ کہنا ہے بلکہ یہ مختلف چیزوں کا ایک مجموعہ ہے اور ماہرین حیاتیات (Biologists) حیاتی کیمیاء (Biochemists) پروٹوپلازم کے باجر میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ اس سے کس سے پروٹوپلازم میں۔

(بلکہ یہ اردو سائنس بورڈ والا ہے)

کہ اس کے آخری تین حروف کو ہٹا کر اس کی جگہ "on" کا لاحقہ لگایا گیا جو ہم کے مذکور موجودہ رات کے لئے ایک مخصوص اور روایتی چیز بن گیا تھا۔

پروٹوپلازم (Protoplasm)

1665ء میں ایک انگریز طبیعیات دان رابرٹ ہک نے بتایا کہ کارک میں بہت سی چھوٹی چھوٹی سوراخ ہوتے ہیں۔ اس سے ان سوراخوں کو Cells کا نام دیا۔ ان سوراخوں کے لئے یہ لفظ عام تھا۔ یہ لفظ لاطینی زبان کے "Cella" سے نکلا تھا جس کے معنی "ایک چھوٹا کمرہ" یا در عام زبان میں کوئی چھوٹی سی جگہ ہے۔ اس سے اردو میں اس اصطلاح کا تبادول غلیہ یعنی جلیں کہہ نکل۔ بعد کے محققین نے غریبی استعمال کر کے یہ معلوم کیا کہ پروٹوپلازم جانوروں کی دیگر بافتیں بھی ایسی چھوٹی چھوٹی کاسوں پر مشتمل ہیں جو اپنی حدود کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کاسوں کو بھی Cells کا نام دیا۔ پھر اس پر اختلافات برپا ہوئے۔ بعض ماہروں کے برعکس مدد غلیوں میں یہ کاسیاں جلیں بالکل نہیں تھیں۔

1839ء میں جرمنی کے ایک ماہر تعلیمات تئوڈور شوان (Theodor Schwann) اور ایک ماہر نباتات تئوڈور شلڈن (Matthias J. Scheliden) نے ایک "سپل نظریے" (Cell Doctrine) کی بنیاد رکھی جس کے مطابق "تمام جاءنوں کی بافتیں غلیوں (Cells) پر مشتمل ہیں اور یہ کہ ہر غلیہ زندگی کی، کالی کی حیثیت رکھتا ہے۔"

مزید برآں نباتی حیات حیوانی غلیوں کے برعکس چاروں طرف سے ایک دیوار غلیہ (Cell Wall) سے گھرا ہوتا ہے جس کا نام اس دیوار کی بناوٹ میں ایک ریشہ دار مادہ شامل ہوتا ہے جس کا نام اس کے مقام وقوع یعنی سپل کے لحاظ سے میٹور



100 عظیم ایجادات

”کولوسس کمپیوٹر (Colossus Computer)“

شاید ان کے ورید حیاتیاتی اور کمپیوٹی ہتھیار استعمال کیے جاتے رہے اور
”ٹورنگ“ کی یہاں سے 1946ء تا 1947ء میں جنم یا بہتاتو
سودیت یو میں جرمنوں کو امریکہ کے سامنے ہتھیار لانے کی اجازت
دینا اور ایسا ہوتا تو پھر کس طرح کا یہی نقشہ مرتب ہوتا؟

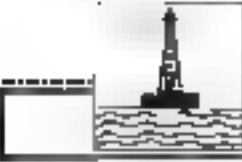
یہ سب چیریٹ گر روٹس ہو سکتی تو اس بار ہی ہو نہ سکتی تھی۔
سے یقیناً غارت و آفات مہیا جاتا۔ غارت سے دور اچانا اور شاید
اس سے نام سے دن منا ہے جاتے لیکن 9 جون 1954ء کو 42
سال کی جاس عمری میں اپنا دس نوٹس ور، مین منسٹر ہو جا ہے پ کیونکہ
دو نم مین پرست ہی، ٹورنگ سے سبب پر پناشیم سببنا یہ چھڑکا اور
کھانی۔ اس کی زندگی ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی عظیم رافض
اور دوسرا کچھ جوہر اسانیت کو، سے سکھاتا ختم ہو گیا

ٹورنگ 23 جون 1912ء کو لندن میں پیدا ہوا۔ اس کی
ساتھ ہی ذہانت و قناعت اور باتش سے متعلق چیزوں میں اس کی
انجینی چھوٹی عمر میں ہی عیاں ہو گئی تھی۔ تاہم اس سے تاریخ، فلسفہ
اور انگریزی، باس اور دیگر مضامین میں بہت کم دلچسپی کا مظاہرہ
کیا۔ 1931ء میں وہ کنگز کالج کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہوا۔
ہاں اس سے باہمی پہلی توجہ مرکوز کی اور دوسرے سائنسدانوں کے
کام کی تخلیق و میں اپنی مستقل دلچسپی دکھائی۔

یک مہل پر اس نے ایک قسم کا ڈیجیٹل میٹریٹا سے قاتار یا

بہت سے لوگ نہیں چاہتے کہ بین مٹھی سن ٹورنگ کون تھا۔
حالانکہ اس کے کام کے اثرات سے ۲۰ویں صدی کی زندگیوں پر غیر معمولی
اثرات مرتب کیے ہیں۔

ٹورنگ ریاضی اور سائنس کا چارو گر تھا جس نے کمپیوٹر سائنس کی
جیا، رکھی۔ جسکی مورخین کا کہنا ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران
جرمنوں کی طرف سے استعمال ہونے والے ٹورنگ کوڑے والی مشین،
جو ایک قسم کا میٹریٹھی، ٹورنگ سے اسے کر کے جنگ کو کم از کم دو سے
تین سال کم کر دیا اور یوں لا تعداد جانیں بارود کا شکار ہونے سے
بچائیں۔ اور کنگز کالج پر لاکھوں جانیں بچانے کے ساتھ ساتھ اور کئی
شرح کی تباہی کو جسم لینے سے روک دیا۔ ٹورنگ سر ہیری ہیلے سے
جنگ کے دوران میں بیانات کی رجحان کرے کا کام کیا تھا جو ٹورنگ
کی طرف سے امریکی عربی دوسروں ہوتے تھے۔ ہیلے کا کہنا ہے کہ
گر جرمن کوڈ برٹوڑے جاتے تو یورپ پر حملہ جو 6 جون 1944ء کو
ہوا شاید 1946ء میں مین میں آتا۔ جولائی 1945ء کے بعد
مریٹن ہڈم ہر مینے نیٹو اتحاد سے بننے سے تھے اور جرمن شہر دوں
دور میں ہٹلر کا صفایہ کرے سے لئے دستیاب تھے شاید طوالت
میں یہی جنگ، ٹورنگ میں درس جاتی اور جرمن ٹون پہاڑوں
میں چلی جاتی۔ جرمن اس دنوں پہے ۷2 کو ہٹلر سے تھے جو
بتانی قسم سے میزائل تھے درجن کا ریح برطانیہ کی طرف تھا۔ دو بار



لائف ہاؤس

جمہور کا نام: یا گیا۔ یہ 1500 کیلوم ٹیڈز سے ساتھ 24 گھنٹے کام کرتا تھا۔ وقت گزرے سے ساتھ مزید برقی یا فٹ ماٹر تیار کئے گئے۔ گرچہ یہ بات ابھی تک میٹرو میں سے کہتے کمپیوٹر بنائے گئے تاہم ماہرین کا خیال ہے کہ دس کلوکس بنائے گئے۔ اس کامیابی سے قطع نظر کہ اس سے ایک ماہر تو رہے یہ کمپیوٹر بدلتا خود جنگ عظیم دوم کا سب سے بڑا سیکرٹ بن گیا۔ عملی صورت یہ تھی کہ اتحادیوں کا ٹھیکہ معلوم ہو جاتا کہ جرمنی کیا کرے گا۔ مسیو یہ بتا رہے ہیں۔ یہ ٹیپ ٹائپنگ تصور عسکری نوعیت تھی۔ اور فنی ہم تھی؟ اس سے ابھی پہلے کو یہ بعد اس سے میں بدلتی تھی۔ دس کو کہاں محدود کیا جائے اور کیا کرتے ہوئے بدل ولف جنگ کو اس طرح سے ڈوب دیا جائے۔

ایک مرحلہ پر پہلے پارک سے وزیر اعظم وائٹن چرچل کو کووٹرن شہر پر ہونے والی مبارکی کے بارے میں قبل از وقت باخبر کیا تھا۔ لیکن چرچل سے یہ محدود ہے۔ اس سے شہر خالی کر کے کے ابھی سے انشائی جانوں کا اسطاف اور بیچ کر جانے کیوں کر کیا تاکہ جرمنوں کو یہ اندر نہ ہونے کے اگر یوں نے اس کی ہینک سے ورتورے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ (پوری جنگ کے دوران برطانویوں نے جنگی جاسوسوں اور ایجنٹوں کا ایسا ایک نظام وضع کیا جو جرمنوں کو برطانویوں کی کسی کامیابی کا تصور بھی نہیں ہونے دیتا تھا)۔

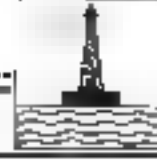
ٹیف درمحلہ پر بہت بڑا بحال پیدا ہو گیا۔ جرمنوں سے اپنی آمدوروں کو جہت دیے کے لئے انیکل کو ریش رو بدل کر دیا۔ اب یہ بالکل یا کوٹا تھا۔ اب تک جو کچھ ورننگ ورس سے سامنے جاتے تھے وہ سب بے فائدہ تھا۔ اب وہ کسی کوئی کسی چیز سے بارے میں متنبہ نہیں کر سکتے تھے۔ تیار بہت حوثک تھا۔ ہینکلوں افراد اور اتحادیوں کے برجنوں جہاز جرمن تبدیل کا نشانہ بن کر غرقاب ہو گئے۔ ورننگ ورس کے سامنے بے کس تھے۔ وہ درمگر کی کے ساتھ یا ورتورے میں مصروف ہو گئے (بقیہ صفحہ 56 پر)

حس کا نام اس سے فورنگ مشین رکھا۔ یہ مشین ایک سیپ سے ایک درمگر کی کامیابی کی سر پر چھٹی تھی۔ ایک محسوس ٹائپنگ اور ٹیپ کے درجہ دیا جاتا تھا جس کو مشین سے سر جاتا رہتا تھا۔ کلیدی یہ تھی کہ کمپیوٹر درست طریقے سے جڑت کی جائے تاکہ وہ دیا گیا ہنسٹ عمل کرے۔ سے یقین تھا کہ ایک "ڈیکوڈر" (Algorithm) وضع کیا جاسکتا ہے جو کوئی بھی مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ کلون مشکل مرحلہ مسئلہ ویسے اگر میں تقسیم کرنا ہو گا جن کو کمپیوٹر شانت کرے۔

1950ء کے عشرہ میں کمپیوٹر تھے لیکن ابھی صرف ایک ٹائپنگ پر کر کے کے ورتورے یا جاتا تھا۔ ٹیپنگ سے تصور اس دور انقلابی کی بجائے جی (کمپیوٹر کی زبان کے صبار سے قرار دے دیا گیا۔ لیکن جو چھ اس سے تجویز یا آج کی کچھ پروگرام کر رہے ہیں

1920ء کے عشرہ میں جرمنوں سے ایک کوڈ مشین تھنٹی۔ جرمن سمجھتے تھے کہ ہٹری اور ٹیپنگ بہت سرگرمیوں کے بارے میں ان کے مرتب کردہ کوڈ میں دیئے گئے پیغامات کوڈی (De Code) کرنا کسی کے کی بات نہیں۔ یہ معروف کتاب ہے یہ ابھی ابھی تھا۔ ورننگ مشین جو ٹیپنگ ایڈس سے مشابہ تھی۔ ناہوں تجھے ٹیپنگ میں مرتب، سکتی تھی اور سیکرٹ کوڈی۔ جرمنیں کنٹرول کرتے تھے دور۔ دن کے آغاز پر تبدیل کر کے جاتے تھے۔ تاہم 1930ء کے عشرہ کے ابتدائی برسوں میں یہ مشین پوسٹل کے ریاضی دانوں سے حاصل کر لی اور اس کے کوڈ کوڈس شروع کر دی۔ کوڈس وہ محسوس کرتے تھے کہ ایک دن جرمن ال پر یقیناً حملہ آور ہوئے۔ سے ہیں۔ ایسا صورت میں یہ ال کے لئے ٹیپنگ عظیم ٹائپنگ ورننگ سے یہ مشین حاصل کر لی۔

دوسرا مسدا لوہ اور ریاضی کے جادو گروہ کی ٹیپنگ کا سر۔ تھا جہتوں سے ابھی ٹیپنگ پارک میں ملتی تھی اور جس کا خصوصی ہدف جرمنوں کی انیکل کے کوڈ کوڈ تھا۔ یہاں سے کے لئے ہم سے ایک کمپیوٹر تیار کیا۔ خانہ یہ پس کمپیوٹر تھا۔ اسے دوسری (دو پیوٹر



جانوروں کی دلچسپ کہانی

کیا حشرات بھی اپنے بدن میں خون رکھتے ہیں؟

جیسا کہ ہم نے یاد کیا ہے، جانوروں کی قوت کا کوئی حصہ نہیں ہے جو کہ ان کے بدن میں خون کے ذریعہ گردش کرتا ہے۔ لیکن حشرات کی صورت میں یہ مختلف ہے۔ ان کے بدن میں خون نہیں ہے بلکہ وہ اپنے بدن میں ایک سیال (Lymph) رکھتے ہیں جو کہ ان کے بدن میں گردش کرتا ہے۔

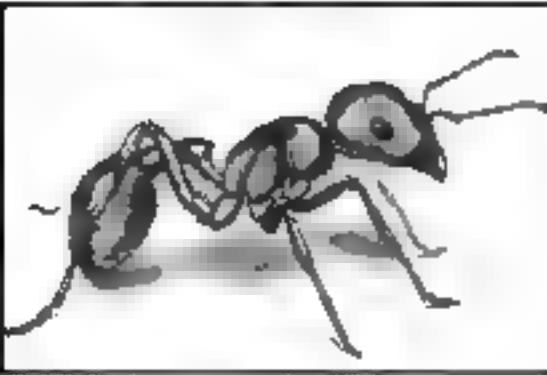
مگر یہ صرف یہ نہیں کہ ان کے بدن میں خون نہیں ہے بلکہ ان کے بدن میں ایک سیال (Lymph) رکھتے ہیں جو کہ ان کے بدن میں گردش کرتا ہے۔

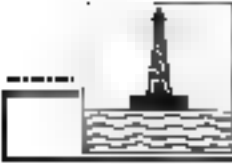
نیم جانور حشرات کے بدن میں خون نہیں ہے بلکہ وہ اپنے بدن میں ایک سیال (Lymph) رکھتے ہیں جو کہ ان کے بدن میں گردش کرتا ہے۔

سے، یہ اپنے بدن کو صاف کرتا ہے۔ جب اس سترتا ہے تو وہ سترتا ہے۔

حشرات کا نظام دوران خون غیر ترقی یافتہ ہے اور اس میں گردش کرنے والی سیال (Lymph) خون کے تمام حصوں میں گردش کرتی ہے۔

گر کوئی حشر و جسامت میں بڑا ہو تو اس کا نظام بیان کردہ نظام



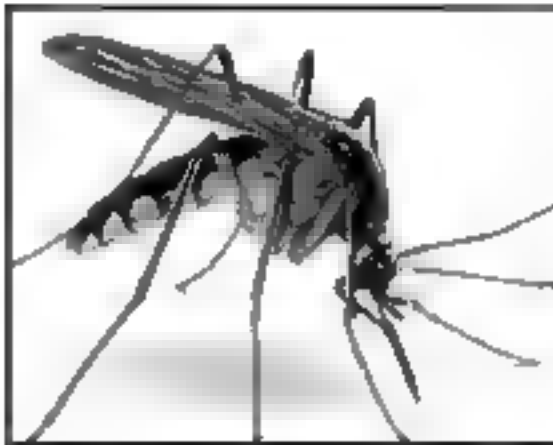


فانت ہاؤس

دور میں داخل ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ چاروں طرف میں بھی فینٹ ہاؤس قسم کا خیال دکھائی دیتا ہے۔ ہاؤس موسم سرما میں گھر اپنی نشوونما کی جسمانی حمایت میں بھی ہوتا ہے وہیں رک کر تمام موسم گزارا جاتا ہے۔

گھر سے متعلق ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ہم لوگ اس کو موسم گرم یا سرد علاقوں کے لئے ایک "طاعون" یا وہاں پھیلانے والا تصور کرتے ہیں، حالانکہ یہ بدترین دہشتناک علاقوں مثلاً کیوبا، الیگیا اور مائیکرونیشیا میں پھیلنے لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پانی پانی والے گھر صرف میں بھی پئے آپ کو رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہاں کے موسم میں جب برف پگھلتی ہے تو گھر کی ایک بڑی تعداد اٹھنے دینا شروع کر دیتی ہے لیکن ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ انسان کو بخیر و احوال ہو جاتے ہیں۔

اصل پریشان یہ نہیں ہے کہ وہ صرف انسانوں کو مارا کرتا ہے بلکہ پریشان تو یہ ہے کہ یہ ایک چار انسان کو کاٹ کر صحت مند انسان بن کر چاروں طرف پھیلے گا، حادثہ ہوتا ہے یہاں جیسے جڑوے و پھیلا دیتا ہے اور اپنے عجیب و غریب ان کو مارنے پھرتا ہے، دراصل وہاں وہاں وقت ان سے خون میں داخل ہو جاتا ہے (پتنگریہ اور روس پتنگریہ بورڈ ہور)



یہ سبنا وجہ ہوتا ہے کیونکہ سارے نظام پر یہ جانوروں کی ضرورت ہے کہ اسے ناکافی ہوتا ہے لیکن سارے نظام کو بھی آپ شرب لکام تھوڑے ٹیکس سکتے کیونکہ جانور یہ میں پائے جانے والے آٹھ سے زیادہ جاندار اس نظام سے تحت حمل رہے ہیں۔

یا آپ جانتے ہیں کہ ہر حشر و شمش پانی کیوں کہتے ہیں؟ حقیقت یہ اصطلاح دو یونانی الفاظ کا مجموعہ ہے جس کا مطلب "چھ" اور "پانی" ہے جسکی چھ پانی رخصت ہے۔ ویسے اگر ان کے پانی یا ٹانگوں کو گناہ ہے تو یہ چھ ہی ہوتی ہیں جو عموماً تین خونوں کا شکل میں اچھ سے چمکی ہوتی ہیں۔

ہاں حشر کی جراثیم مختلف قسم ہیں جن میں کچھ تو جانوروں کے لئے جراثیمی سووند اور یہ ضرر ہیں جبکہ کچھ بدترین دشمن۔

موسم سرما میں گھر کہاں چلے جاتے ہیں؟

وہاں لک جہاں سردیاں بہت زیادہ خفگی ہوتی ہیں وہیں موسم سرما میں گھر دھان بن کر دیتے تمام وہاں موجود ضرور ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی کا انداز یہ اثرے والے حشرے سے مختلف ہو جاتا ہے۔

گھر اپنی زندگی کا ابتدائی دور پانی میں گزارتے ہیں جبکہ اقلہ زندگی ہوا اور پانی میں۔ کسی گھر کی زندگی کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جب مادہ گھر کی کھڑے پانی میں غرق ہوتی ہے جلد ہی اس میں سے "لاوا" نکلتا آتا ہے جو پانی میں ادھر ادھر خون کی تلاش میں گھومتا شروع کرتا ہے۔

جب تھوڑا عرصہ گزارے کے بعد وہ پانی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جب ہر پہلو پانی حشرہ بن جاتا ہے اور اسے شروع کر دیتا ہے اور یہ تمام دور جو اٹھنے سے شروع ہو کر ایک مکمل حشرے کے بننے تک ہوتا ہے تو ناچوہ دونوں میں مکمل ہوتا ہے۔

لیکن جو نیا سردیوں کا موسم آتا ہے تو تمام غرضے خوبیدگی کے



جانوروں کی عادات و اطوار (شہ-5)

”رفلکس (Reflexes)“

اعمال و خواہ و جسم کے اندرون واقع ہوں یا بیرون جسم واقع ہوں عموماً غیر شعوری یا غیر ارادی Automatic یا Involuntary ہوتے ہیں۔ یعنی یہ اعمال ہماری بے خبری میں اضطراری کیفیت کے تحت انجام پاتے ہیں ان ہی اعمال یا تعلقات کو Reflexes کہا جاتا ہے، انگریزی زبان میں اس کی تعریف اس طرح ہوگی کہ

An automatic motor response to a sensory stimulus without the brain being immediately involved

رفلکس یا معکوسیت کو دو حصوں (ڈویژن) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے،

(1) سادہ رفلکس بہ سادہ ہوتے ہیں اور بے غرض اور فحاشی و غرت رہتے ہیں۔

رفلکس کمان (Reflex Arc): یہ ایسا تصوراتی راستہ ہے جس پر جسمی رد یا جسمی تحریک (Nerve impulse) رفلکس یا معکوسی عمل (Reflex Action) کی انجام دہی کے لئے سرور ہے، اس میں حسب ذیل حصے پائے جاتے ہیں۔

دستقبالی عضو (Receptor Organ): استقبال کرنے والا محسوس کرنے والا عضو، حساس جلیوں (Sensory Cells) پر مشتمل ہوتا ہے، ان جلیوں میں محرکات کو محسوس کیا جاتا ہے۔

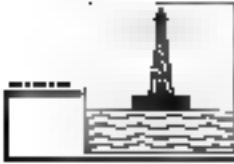
رفلکس (Reflex) یعنی یا تاب۔ رفلکس کو خود کا فعلیاں عمل بھی کہا جاتا ہے، یہ عمل غیر ارادی طور پر کسی محرک (Stimulus) کے جواب میں انجام پاتا ہے۔ یہ سادہ اور مستحکم عادت و عوارضہ طریقہ ہے (Taxis) سے قدرے مختلف ہوتا ہے کیونکہ اس میں جسمی جلیوں (Neurons) کی مدد سے اعمال کی انجام دہی ہوتی ہے تاکہ جاندار ماحول سے مطابقت پیدا کر سکے۔ دروست یا حرکت میں جہاں جاندار محرکات کی وجہ سے مکمل طور پر اس جانب منتقل ہوتا ہے وہیں رفلکس میں جسم کا صرف ایک ہی حصہ اثر کو محسوس کرتا ہے اور بے عمل کو طر کرنا ہے۔

رفلکس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

Tonic Reflex: اس کا عمل سست و دھیرا اور دیر پا ہوتا ہے، جہاں جاندار کو مطابقت پیدا کرنا ہوتا ہے۔

Phasic Reflex: یہ تیزی سے عمل کرنے والے اضطراری معکوسات ہیں لیکن یہ دیر پا نہیں ہوتے ان کی کارکردگی ہم Flexion Responses میں دیکھ سکتے ہیں۔

Reflex Action: سب سے پہلے اضطراری یا معکوسی عمل کو 1883ء میں مارشل ہال (Marshall Hall) نے دریافت کیا، جانداروں کے اجسام میں بہت سارے تعلقات اور



لائف سائنس

تشمس میٹھی کا اسی طرح دوس کا دھڑکننا وغیرہ۔

Ganong, W F (2001) کے مطابق رفلکس کمان

دو قسم کی ہوتی ہیں

(1) Autonomic اور (2) Somatic

پہلی قسم جسم کے اندرونی اعضا کو متاثر کرتی ہے جب کہ دوسری بھی Somatic جان عضلات کو متاثر کرتی ہے۔ علاوہ انہیں اگر رفلکس کمان میں ایک حساسی عصب (Sensory Neuron) اور ایک حرکتی عصب (محرک) ہوتا ہے تو اس کو Monosynaptic کہا جاتا ہے جبکہ ایک سے زائد عصب ہوں تو ان کو Polysynaptic رفلکس کمان کہا جاتا ہے۔

رفلکس کی قسم (Types of Reflexes)

اعطاردی یا لاشعوری اعمال کی دو اہم اقسام ہیں (1) نخاعی رفلکس (Spinal Reflex) جو نخاعی درے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ (2) دماغی رفلکس (Cranial Reflex) دماغ سے دماغی اعصاب کے ذریعے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔

علاوہ انہیں بعض اعطاردی اعمال (Reflexes) ایسے بھی ہیں جو جدیدی حفاظت کا کام انجام دیتے ہیں یعنی انھیں جدید حفاظتی اقدامات کے تحت سرافرا کر چلتے ہیں ایسے لاشعوری یا اعطاردی اعمال ان جانداروں کے سرکولیشن کی سطح سے اوپر رکھتے ہیں اور اس سے نمٹنے کے مطابق ہی اس کے دھڑ اور جوارح کو اعتدال پر رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ بعض اعطاردی اعمال قوت جاذبہ کے خلاف جسم کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں اور بعض اعمال دماغ کے پیچھے حصے دماغ (Cerebrum) سے کنٹرول کئے جاتے ہیں جنہیں (مشروط رفلکس Conditioned Reflexes) کہا جاتا ہے۔

حساس عصب (Sensory Neuron) سے

عصب نخاعی ڈور (Spinal Cord) کے عمیری جز کے اعصابی گنگلیوں (Ganglion) میں پائے جاتے ہیں، یہ اشتہا عضو سے حساس عصب کے درمیان عصبی تحریک پیدا کرتے ہیں۔

درمیانی عصب (Intermediate Neuron)۔

یہ نخاعی ڈور میں پائے جاتے ہیں اور حساس عصب سے حرکتی عصب (Motor Neuron) تک عصبی تحریک کو منتقل کرتے ہیں۔

حرکتی عصب (Motor Neuron)۔

یہ متاثرہ عضو (Effector Organ) تک تحریک کو منتقل کرتے ہیں۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

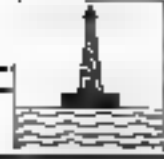
متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔

متاثرہ عضو (Effector Organ)۔



صفر سے سوتک

☆ جان الیف میڈی سہ تکی کے وقت ان کے ہاتھ کی
دور سے آواز کی عمر صرف 24 برس تھی۔

☆ 24 مئی 1543ء کو کوپرنیکس کی وفات ہوئی اور اسی
دن اس کی حرکت آواز اکاکیب، جس میں س نے سورج
کے گرد زمین اور دوسرے سیاروں کی گردش کا نظریہ پیش
یا، شائع ہوئی۔

☆ مختصر بولی (شارٹ ہینڈ) کے موجد آسٹریا میں نے
دسمبر 1837ء میں مختصر بولی کے اصولوں پر مبنی پہلی
کتاب شیڈر گرلساؤنڈ شائع کی تو اس کی عمر صرف
24 برس تھی۔

☆ کاغذ کے ایک دسے میں 24 کاغذ ہوتے ہیں۔

(بھکرپہاڑو سائنس بورڈ، لاہور)

چونیس (24)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 24 ستمبر 622ء کو
مکہ پہنچے تھے۔

☆ کرہ رسی 24 م، ہر میں منقسم ہے جن میں سے زیادہ
روں میں سے گزرتے ہیں۔

☆ 24th Parallel بھارت اور پاکستان کو جدا کرتا
ہے۔

☆ مٹی پریم چند کے اہلے کھن میں فقط 24 گھنٹے کے
واقعات خیال کے گئے ہیں۔

☆ یونانی زبان میں 24 حروف تہجی ہیں 24 اہل حرف
اور یک ہوتا ہے۔



سائنسی خبرنامہ

مچلی کا ٹیل دس کی پیاریوں کے نئے مفید نکلیں

مچلی سے تیل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دس کی پیاریوں سے نئے معید ہے، لیکن تحقیق سے ان تمام احموس کو مسترد کر دیا ہے۔ امریکہ میں ٹش آئل ایجنٹ ٹکنس نے حواس سے بہت مقبول ہے جس پر مرٹن سالاسایب، رپ، اے رائڈر ریج کرتے ہیں ٹش آئل میں موجود اومیگا تھری کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دس کی پیاریوں کے علامتہ تحفظ فریم کرتا ہے لیکن تحقیق ان حقائق کی تصدیق نہیں کرتی۔ ریج کے مطابق یہ بظاہر ہے مگر نظر آتا ہے دراصل میں دس کی پیاریوں کے خلاف تحفظ کے شہ پر نہیں ہے۔ اس مشرق ہے م کیوں میں ڈانٹ کے حواس سے ایک ہی بحث پھیر دی ہے۔

دل کے دورے کا سب سے بڑا سبب

گرم دس سے جھڑا، ایک جام میں صبر اور فتر میں ٹھکرا آپ کے بلڈ پریشر کو بال پر پہنچ کر شدید ترین شتوں کا شکار بنا دیتا ہے، مگر یہ چیز آپ کو موت کی جانب سے جاسے کا خطرہ بھی بڑھا دیتی ہے۔ سٹریٹیا میں ہونے والی پہلی طبی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ آپ سے باہر ہونا صحت کے نئے تباہ کن ہوتا ہے کیونکہ یہ دس کے دورے کا خطرہ آٹھ گنا بڑھا دیتا ہے۔ تحقیق کے مطابق جو لوگ شدید صبر کے نتیجے میں بہت، یاد و خوف یا فکر کا شکار ہوتے ہیں ان میں دس کے دورے کا خطرہ صبر کے دورے کے کی تھمیں بعد تک سارے نو گنا زیادہ ہوتا ہے۔ تحقیق نے مطابق شدید صبر یا فکر مندی کے نتیجے میں دس کی اعز کی رفتار اور بلڈ پریشر بڑھا جاتا ہے جو ن شریا میں صحت اور تنگ ہو جاتی ہیں جبکہ خون کا زخا ہونا جیسے لگا ہے جس سے دس کے دورے کا خطرہ بڑھا جاتا ہے۔

پاؤں کے پتے کھائیں اور مختلف امراض سے محفوظ رہیں

ہر بین کا کہنا ہے کہ پاؤں کے پتے معدے اور سب کے مختلف امراض دور کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ پاؤں کے پتوں کے باقاعدہ استعمال سے معدہ پنے کمال بہتر طور پر کام کرتا ہے اور یہ پتے کھانا ہضم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ چورینے کے پتے کھانے سے طبی اور سردی کا حاتمہ ہوتا ہے اور یہ سب کی تکلیف، خلق اور ہیمیز ہے۔ کے فیض دور کر دیتا ہے ہیمیز اور یہ کا اور استعمال دس کے سریشوں کے سے مکی معید ہے

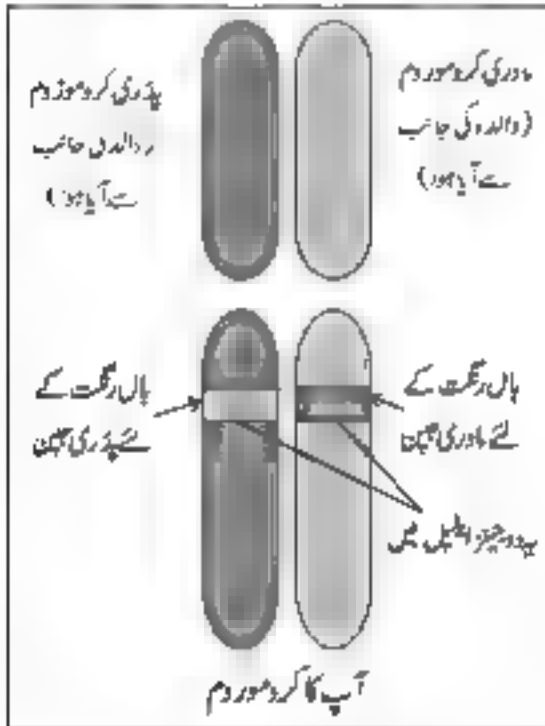


سائنس ڈکشنری

مرکبات سے نام کے آخر میں $-yne$ آتا ہے۔ جیسے: ایتھائن
(Ethyne)

Alele (ایل + ال) یا
A e omorph (اے + پو + مورف) یا
A e lomorph Gene (اے + پلو +
مارفک + جین)۔

جین کی دو شکلوں میں سے ایک شکل ہر جلد میں ہر



(Paraffin) Alkanes

(ایل + کنس) یا (پے + را + کنس)۔

پچھرا میٹھ (Saturated) ہائیڈروکاربن جن کا فارمولا (C_nH_{2n+2}) ہوتا ہے۔ ان مرکبات کے نام کے آخر میں $-ane$ آتا ہے جیسے: میتھین (Methane)، ایتھین (Ethane) وغیرہ۔ ان خاندان کے پھرے نمبر گیس کی شکل میں آتے ہیں اور بڑے نمبر والوں اور موم جیسے ہوتے ہیں۔ یہ مرکبات قدرتی گیس اور پٹرولیم میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(Olefins) Alkanes

(ایل + کنس) یا (او + کنس)۔

یہ ان پچھرا میٹھ (Unsaturated) ہائیڈروکاربن جن میں ایک یا زیادہ کاربن اٹل باغ (C=C) ہوتے ہیں۔ ان مرکبات کے نام کے آخر میں $-ene$ آتا ہے جیسے: ایتھین (Ethylene)۔

(Acetylenes) Alkynes

(ایل + کنس) یا (اکی + ٹائی + کنس)۔

یہ ان پچھرا میٹھ (Un-Saturated) ہائیڈروکاربن جن میں ایک یا دو ٹرپل باغ (C≡C) ہوتے ہیں۔ ان



سیاتیس ڈکشنری

کسی بھی شکل میں داخل ہوے وے کچھ مخصوص قسم سے
 ہاواں داخل ہونے کے حصوں کا پیر سے جسم روئل ادا ہوتا ہے جو
 ظاہری بھی ہو سکتا ہے جیسے ۷ جن رخی کھلی در دروں بھی
 ہو سکتا ہے جیسے ۸ سے میں، سانس منے میں یا اور اب حوں میں
 خرابی جن اور کوئی حامل چر سے اور گی ہوتی ہے (جیسے مٹی،
 شلک یا کون مخصوص غذا) ان کے جسم میں جب الرجی و سے
 وے داخل ہونے میں تو وہ ایسی واڈر سے ختم کیں جو تے ہلکے
 جسم میں رہتا ہیں تاہی واڈر ہاتے ہیں جس کو وجہ سے جی وں
 نیکی سے ظاہر ہوتی ہیں

- (3 + 1 + 4) Allergy

جسم کا ایک خاص رد عمل جسم کے دہری بھی رہتے ہے

محمد عثمان
9810004576

اس علمی تحریک کے لیے تمام تر نیک خواہشات کے ساتھ

ایشیا مارکیٹنگ کارپوریشن



asia marketing
corporation

656214, CHAMELIAN ROAD, BARA HINDI RAIL, DELHI-110006 INDIA.
phones D 2354 23298, D 2362 694 D 2363 6450. Fax D 2362 1693
E-mail: osamark@pri@ethnol.com
Business: Mumbai, Ahmedabad

ہر قسم کے ہنگ، ٹینچی، سوٹ کس اور بیگوں کے واسطے مائیکرون کے قھوک چوہا بری نیز اچھوڑا کیسپورٹر

011 23621693

2

011 23543298 011 23621694 011 23536450

+

6562/4 جیہلمین روڈ بلاؤ ہندوراؤ دہلی-110006 (بھارت)

E-Mail osamorkcorp@hotmail.com



ادب و عمل

ردِ عمل

بسم اللہ تعالیٰ

محترم جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز صاحب
السلام علیکم

مزاغ بخیر؟

رسائل میں شائع ہونے والے مضامین میں اکثر کچھ دھج کی غلطیاں راہ پا جاتی ہیں جنہیں عام طور پر مصنفین و قارئین نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی صرف ایک لفظ کی غلطی یا تبدیلی سے پورے نملے لکھ پورے ہی اگر اہل کامفیم بدل جاتا ہے اور غلط بیفام قاری تک پہنچتا ہے۔ لیکن معاملہ اگست 2015 سے شائع شدہ میرے مضمون "لیزر انور کا اک بہرہ پ، اک ظلم" کے ساتھ ہوا ہے۔

(1) پہلے ہی اگر اہل میں جملہ "۔۔۔ یہ سب ہماری جمالیاتی جہلت کی تسکین کرتے ہیں۔۔۔" یہاں لفظ سب کی جگہ کب ٹائپ ہو گیا ہے۔

(2) صفحہ 7 پر دوسرے کالم میں 1947 کی جگہ 1847 ٹائپ ہو گیا ہے۔

(3) صفحہ 14 پر "کیوں کہ" کی جگہ "کیوں نہ" ٹائپ ہوا ہے۔
قارئین براؤن کر م نوٹ فرمائیں۔"

ذات

طالب دعا

ابیس، ایس، علی۔ کولہ (مہاراشٹر)

9 اگست 2015

* ادارہ معذرت خواں ہے۔

(بقیہ کولوس کپیٹر)

اور بالآخر ایک ڈرامائی منظر میں جس کا تصور کوئی بھی کر سکتا ہے۔ کامیابی طلوع ہوئی۔ ٹورنگ انتہائی مایوسی کے عالم میں بچنے کی ایک کانچ میں اکیلا بیٹھا کام کرتے ہوئے غمگین ہو چکا تھا کہ اس کا رفیع الشان ذہن جرموں کا نیا کوڈ توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر اتحادیوں کے جہاز خطرے سے باہر نکل آئے۔

جنگ کے بعد لوگ نے ایسی متحدہ مشینوں پر کام کیا جو انسانی ذہانت کو بہت پیچھے چھوڑ سکتی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ ایک ایسی مشین بنائی جاسکتی ہے جو انسانی ذہانت کی مکمل نقل بنا سکتی ہے۔ اس نے 1950ء میں ایک مقالہ لکھا جس کے مندرجات کو آج نو جنگ ٹیسٹ کہا جاتا ہے جو کسی مشین کی ذہانت کا حقیقہ مرتب کرتی ہے۔ ایک ایسا ٹیسٹ جسے آج بھی ایک ایسا معیار قرار دیا جاتا ہے جس کے ذریعے مکینکل ذہانت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جنگ کے دوران اس کی ہم جنس پرستی کو مسئلہ نہ پایا گیا لیکن 1948ء کے بعد جب سرد جنگ شروع ہوئی اور برطانیہ، امریکہ کا اتحادی بن گیا تو سیاسی اور افسیاتی منظر نامہ تبدیل ہو گیا جس میں ہم جنس پرستی کو عمومی طور پر گھٹیا حرکت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن سب باتوں سے قطع نظر اس نے جو مشین تیار کرنے میں مدد دی وہ اب تک عظیم ایجادات میں سے ایک ہے۔

(پنگرپارو سائنس پورڈیلا ہور)

خریداری / تحفہ فارم

اردو سائنس ماہنامہ

میں "اردو سائنس ماہنامہ" کا خریدار بننا چاہتا ہوں اپنے عزیز کو پورے سال بطور تحفہ بھیجنا چاہتا ہوں خریداری کی تجدید کرنا چاہتا ہوں (خریداری نمبر)۔ رسالے کے ذریعہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر چیک روڈرافٹ روانہ کر رہا ہوں۔ رسالے کو درج ذیل پتے پر بذریعہ سادہ ڈاک درجسٹری ارسال کریں:

نام: _____ پتہ: _____

فون نمبر: _____ ای میل: _____

نوٹ:

- 1۔ رسالہ درجسٹری ڈاک سے منگوانے کے لیے ذریعہ سالانہ 500/- روپے اور سادہ ڈاک سے 250/- روپے (انٹرنائی) اور 300/- روپے (لائبریری) ہے۔
- 2۔ آپ کے ذریعہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کرنے اور ادارے سے رسالہ جاری ہونے میں تقریباً چار ہفتے لگتے ہیں۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد ہی یاد دہانی کرائیں۔
- 3۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف "URDUSCIENCEMONTHLY" ہی لکھیں۔ دہلی سے باہر کے چیکوں پر 50/- روپے زائد بطور بینک کمیشن بھیجیں۔

بینک ٹرانسفر

(رقم براہ راست اپنے بینک اکاؤنٹ سے ماہنامہ سائنس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرانے کا طریقہ)

- 1۔ اگر آپ کا اکاؤنٹ بھی اسٹیٹ بینک آف انڈیا میں ہے تو درج ذیل معلومات اپنے بینک کو دیکر آپ خریداری رقم ہمارے اکاؤنٹ میں منتقل کرا سکتے ہیں:

اکاؤنٹ کا نام : اردو سائنس منتقلی (Urdu Science Monthly)

اکاؤنٹ نمبر : SB 10177 189557

- 2۔ اگر آپ کا اکاؤنٹ کسی اور بینک میں ہے یا آپ بیرون ملک سے خریداری رقم منتقل کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل معلومات اپنے بینک کو فراہم کریں:

اکاؤنٹ کا نام : اردو سائنس منتقلی (Urdu Science Monthly)

اکاؤنٹ نمبر : SB 10177 189557

Swift Code: SBININBB382

IFSC Code: SBIN0008079

MICR No. 110002155

خط و کتابت و توسیلی ذر کا پتہ :

110025 (26) ذاکر نگر ویسٹ، نئی دہلی۔

Address for Correspondance & Subscription:

153(26), Zakir Nagar West, New Delhi- 110025

E-mail: maparvaiz@gmail.com

شرائط ایجنسی

(یکم جنوری 1997ء سے نافذ)

- 1- کم از کم دس کاپیاں پرائیویٹ ڈیپازٹ کی۔
 - 2- رسالے بذریعہ دی۔ پی۔ پی۔ ڈائنہ کئے جائیں گے۔ کمیشن کی رقم کم کرنے کے بعد ہی دی۔ پی۔ پی۔ کی رقم مقرر کی جائے گی۔
 - 3- شرح کمیشن درج ذیل ہے؟
 - 4- ڈاک خرچ ماہانہ برواشت کرے گا۔
 - 5- پی پی ہوئی کاپیاں واپس نہیں لی جائیں گی۔ لمبے اپنی فروخت کا اندازہ لگانے کے بعد ہی آرڈر روانہ کریں۔
 - 6- پی۔ پی۔ واپس ہونے کے بعد اگر وہ بارہا رسالے کی جائے گی تو خرچ پینٹلٹ کے ذمے ہوگا۔
- 50-100 کاپی = 25 فی صد
100-51 کاپی = 30 فی صد

شرح اشتہارات

| | | |
|----------|------|---------------------------------|
| 5000/- | روپے | کامل صفحہ |
| 3800/- | روپے | نصف صفحہ |
| 2600/- | روپے | چوتھائی صفحہ |
| 10,000/- | روپے | دو سلائیڈ سلاؤر (ایک اینڈ واپٹ) |
| 20,000/- | روپے | ایسا (ملٹی پلر) |
| 30,000/- | روپے | پشت کور (ملٹی پلر) |
| 24,000/- | روپے | ایسا (ویٹر) |

چھ اندراجات کا آرڈر دینے پر ایک اشتہار مفت حاصل کیجئے۔ کمیشن پر اشتہارات کا کام کرنے والے حضرات رابطہ قائم کریں۔

- رسالے میں شائع شدہ تحریروں کو بغیر حوالہ نقل کرنا ممنوع ہے۔
- قانونی چارہ جو کی صرف دہلی کی عدالتوں میں کی جائے گی۔
- رسالے میں شائع شدہ مضامین میں محتاق واعدہ کی صحت کی بنیادی ذمہ داری مصنف کی ہے۔
- رسالے میں شائع ہونے والے مواد سے مدیر، مجلس ادارت یا ادارے کا تعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ادھر پرنٹر، پبلشر شاہین نے جاوید پریس، 2096، روڈ گرین، لال کنواں، دہلی۔ 6 سے چھپوا کر (26) 153 ڈاکٹر ولسٹ نئی دہلی۔ 110025 سے شائع کیا۔ بانی و مدیر اعجازی ناڈاکٹر محمد اسلم پرویز

September 2015

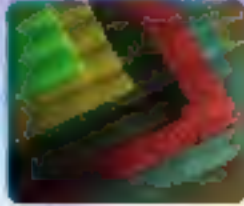
URDU SCIENCE MONTHLY

Address: 153(26) Zakir Nagar West, New Delhi-110025

RNI Regn.No. 57347/94 postal Regn. No. DL (S)-01/3195/2015-16-17

Posted on 1st & 2nd of every month.

Date of Publication 25th of previous month



InsopackTM

Manufacturers of EPE SHEETS, ROLLS & ARTICLES

SUKH STEELS PVT. LTD.

(POLYMER DIVISION)

Office: D-2/A, Abul Fazal Enclave, Thokar No. 3,
Jamia Nagar, Okhla, New Delhi 110 025
Office: +91-9650010768 Mobile# +91-9810128972

Works: Plot no. DN-50 to DN-90, Phase-III,
UPSIDC Industrial Area, Masuri Gulawli
Road, Ghaziabad 201302, U.P. INDIA
Mobile# +91-9717508780, 9899966746
info@sukhsteels.com www.sukhsteels.com

